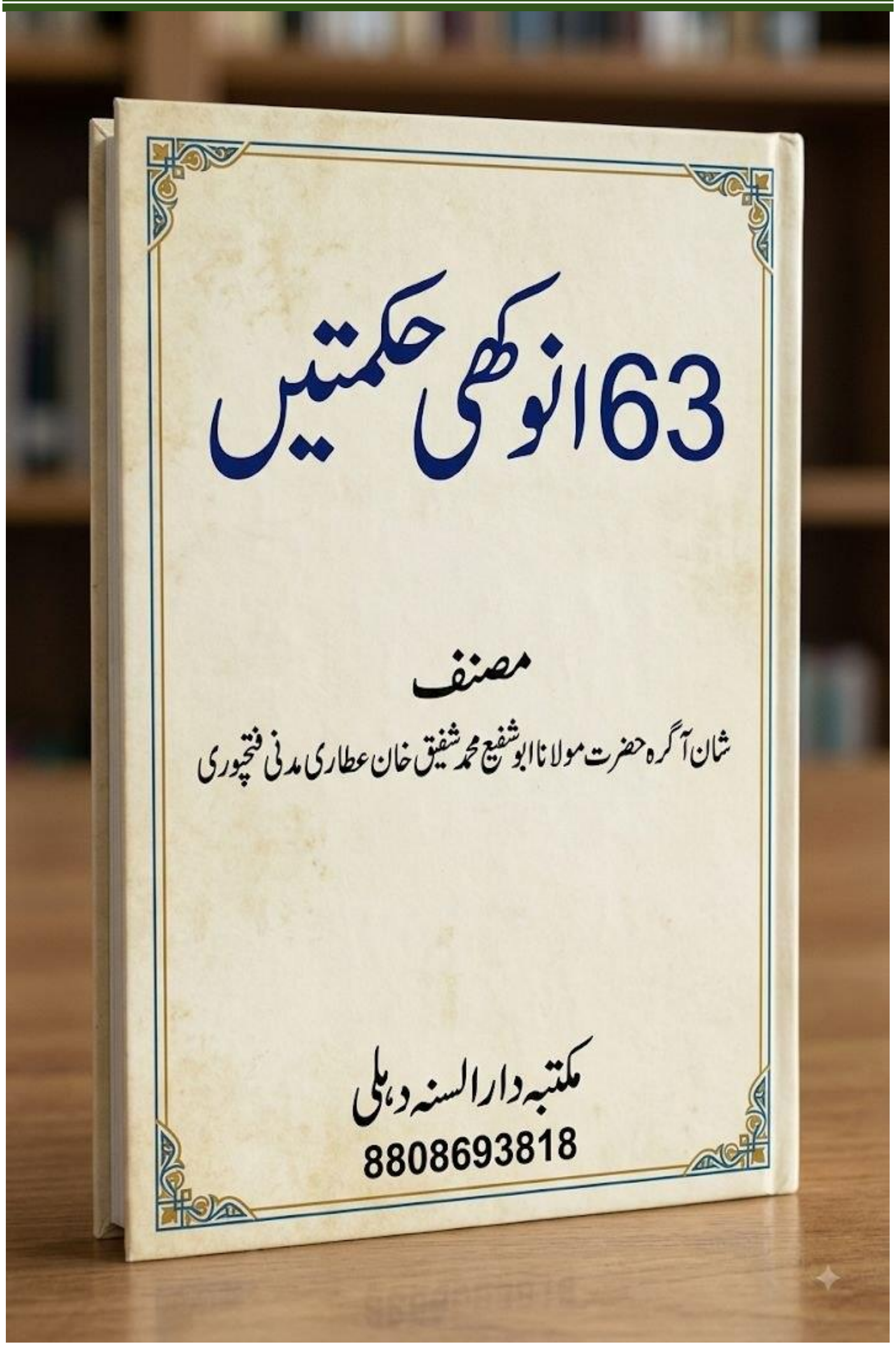
63انوکھی حکمتیں
مصنف
شان آگرہ حضرت مولانا ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دار السنہ دہلی
8808693818

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

دلچسپ اور سبق آموز حکمتوں پر مشتمل کتاب بنام:

63انوکھی حکمتیں

آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے:

☆...حکمت کیا ہے اور کہاں ملتی ہے؟
☆...اللہ پاک کے نہ سونے کی حکمت
☆...عقیدۂ آخرت کی حکمت
☆...نماز کی حکمتیں
☆...پیشانی کو پیشانی کہنے کی حکمت
☆...افعالِ حج کی حکمتیں
☆...حد قائم کرنے کی حکمت
☆...روزوں کی حکمتیں
☆...جہاد کرنے کی حکمت
☆...عقائد کی حکمتیں
☆...لوحِ محفوظ میں لکھنے کی حکمت
☆...وضو کی حکمتیں
☆...علمِ غیب کی حکمتیں
☆...قبلہ کی حکمتیں
☆...نمازِ باجماعت کی حکمتیں
☆...اذان کی حکمت
☆...زکوۃ کی حکمتیں
☆...ختنہ کرنے کی حکمت

مصنف

شانِ آگرہ، خلیفۂ انوارِ ملت و نعمانِ ملت حضرت مولانا ابو شفیع

محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

دلچسپ اور سبق آموز حکمتوں پر مشتمل کتاب بنام:

163انوکھی حکمتیں

1448ہجری 2026عیسوی

Page: MRP:

MAKTABA DARUSSUNNA

Near Faizan e Madina, Block F 1, Tajnagri 2,

Tajganj Agra 282001

CONTACT NUMBER: +91 8808693818

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس mail idپر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب:

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

فہرست

مصنف کا تعارف 9

نام و نسبت 9

دینی ماحول سے وابستگی 9

آغازِ تدریس و تصنیف 10

خلافت و اجازت 10

خدمتِ دین 11

حکمت کیا ہے اور کہاں ملتی ہے؟ 12

(1)خدا کے ایک ہونے کی حکمت 22

(2)اللہ کے موجود ہونے کی حکمت 24

(3)اللہ پاک کے دکھائی نہ دینے کی حکمت 25

(4)عبادت کا مستحق صرف اللہ ہی ہے کی حکمتیں 27

(5)اللہ تعالی کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے کی حکمت 33

(6)اللہ عزوجل کا صورت سے پاک ہونے کی حکمت 36

(7)اللہ عزوجل کا جسم سے پاک ہونے کی حکمت 36

(8)اللہ عزوجل کا سوچنے سے پاک ہونے کی حکمت 37

(9)اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں 37

(10)اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں 46

(11)اللہ کے نہ سونے کی حکمتیں 48

(12)اللہ کا مخلوق ہونا محال ہے کی حکمت 50

(13)اللہ کا جھوٹ سے پاک ہونے کی حکمتیں 51

(14)اللہ میاں اور سخی نہ کہنے کی حکمت 53

(15)انبیائے کرام کو بھیجنے کی حکمت 54

(16)جنات اور عورت کے نبی نہ ہونے کی حکمت 55

(17)لوحِ محفوظ میں لکھنے کی حکمت 56

(18)قیامت کا وقت چھپائے جانے کی حکمت 56

(19)عقیدۂ آخرت کی حکمتیں 57

(20)وضو میں اعضائے اربعہ کو خاص کرنے کی حکمت 58

(21)وضو میں ہاتھ دھونے کی حکمت 60

(22)گردن کے مسح کی حکمت 60

(23)وضو میں منہ دھونے کی حکمت 61

(24)ترتیبِ وضو کی حکمت 62

(25)مسواک کی حکمت 62

(26)ناک میں پانی ڈالنے کی حِکمتیں 63

(27)چہرہ دھونے کی حکمت 64

(28)کُہنیاں دھونے کی حکمتیں 64

(29)پاؤں دھونے کی حِکمتیں 65

(30)نماز کا بعدِ ایمان اعظمِ فرائض ہونے کی حکمتیں 65

(31)نماز کو صلاۃ کہنے کی حکمتیں 66

(32)نماز کے شبِ معراج فرض ہونے کی حکمت 68

(33)نماز کے افضل العبادات ہونے کی حکمتیں 68

(34)پانچ نمازیں فرض ہونے کی حکمتیں 70

(35)علمِ غیب عطا کئے جانے کی حکمتیں 76

(36)لوگوں کے مختلف رنگوں کے ہونے کی حکمت 77

(37)روح کو ملک الموت کے نکالنے کی حکمت 79

(38)پیشانی کو پیشانی کہنے کی حکمت 79

(39)مچھلی کے ذبح نہ کرنے کی حکمت 79

(40)حضور پر زکوۃ فرض نہ ہونے کی حکمت 80

(41)استقبالِ قبلہ کی حکمت 80

(42)قبلہ مقرر کرنے کی حکمتیں 81

(43)کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی حکمتیں 83

(44)مردے کوماں کے نام کے ساتھ پکارنے کی حکمت 86
(45)افعالِ حج کی حکمتیں.. 87
(46)نمازباجماعت پڑھنے کی حکمتیں... 93
(47)ماں کی اپنے اولاد سے محبت کی حکمت 94
(48)مچھلی کے نہ بولنے کی حکمت 95
(49)رسول اللہ کے استغفار کرنے کی حکمتیں 95
(50)جانوروں کے حلال و حرام ہونے کی حکمت 96
(51)زمزم کو کھڑے ہوکر پینے کی حکمت 98
(52)عورت کو حیض آنے کی حکمت.. 98
(53)مرد کو طلاق کامالک بنانے کی حکمت... 98
(54)حد قائم کرنے کی حکمت 100
(55)اذان میں کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی حکمت 101
(56)روزے کی حکمت.. 101
(57)روزوں کے لئے ماہِ رمضان کو منتخب کرنے کی حکمت 102
(58)روزے میں بھول چوک معاف ہونے کی حکمت.. 103
(59)زکوۃ فرض کرنے کی حکمت 103
(60)زکوۃ سال میں ایک بار فرض ہونے کی حکمت... 104

(61)جہاد کرنے کی حکمت 104

(62)کفار سے نکاح حرام ہونے کی حکمت 105

(63)ختنہ کرنے کی حکمت 105

مصنف کی کتابوں کا تعارف 107

مصنف کا تعارف

نام ونسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوِلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر

درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح" کی اردو شرح بنام "شَفِيْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح" تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس ، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

ستمبر 2014 ء میں خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی انوار الحق صاحب نے اور 25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

خدمتِ دین

حضرت جس طرح ایک مدرس اور مصنف ہیں اسی طرح مقرر اور مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ ﷺ سے لبریز ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر رقت طاری ہوتی اور دین سے قربت نصیب ہوتی ہے۔ نیز وقتاً فوقتاً مختلف دینی تحریکیں چلاتے رہتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں **"دین سیکھو اور انعام پاؤ"** کے نام سے گھر گھر دینی تعلیم پہنچانے کی تحریک شروع فرمائی ہے۔ تادمِ تحریر حضرت کی اردو ہندی دونوں زبانوں میں تصنیف کی تعداد 100 سے تجاوز کر چکی ہے۔ اللہ پاک اس تحریک کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ترقی عطا فرمائے۔ نیز اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے حضرت کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

کے Location کا QR Code

جس جامعۃ المدینہ میں شانِ آگرہ حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری 2014 سے اب تک (2026) تدریس فرماتے ہیں

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

نبیِ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت ہے: جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب السھو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی، ص ۲۲۲، حدیث: ۱۲۹۴)

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
اب آئی شفاعت کی سَاعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حکمت کیا ہے اور کہاں ملتی ہے؟

حکمت کیا ہے؟ اس کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ ''حکمت'' عقل و فہم کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ''حکمت'' معرفت اور اصابت فی الامور کا نام ہے۔ اور بعض کے نزدیک حکمت ایک ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل میں یہ رکھ دیتا ہے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو نیند کی حالت میں اچانک حکمت عطا فرما دی تھی۔ بہر حال نبوت کی طرح حکمت بھی ایک وہبی چیز

ہے، کوئی شخص اپنی جد و جہد اور کسب سے حکمت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ بغیر خدا کے عطا کئے کوئی شخص اپنی کوششوں سے نبوت نہیں پا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ نبوت کا درجہ حکمت کے مرتبے سے بہت اعلیٰ اور بلند تر ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج۷، ص ۷۴۔۷۵، (ملخصاً)پ۲۱، لقمان:۱۱)

صاحبِ خزائن العرفان سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: حکمت کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے' قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ حکمت علمِ اسرار ہے۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان)

قرآنِ پاک میں حکمت کتنے معانی کے لئے آیا ہے؟

لفظِ حکمت قرآنِ پاک میں چند معانی کے لئے استعمال ہوا ہے:

(۱) پختہ علم کے معنی میں جیسے:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۠(۱۲۹) (پ۔۱۔البقرۃ۔۱۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

(۲) حکمت کے معنی میں جیسے:

وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَۚ(۴۸) (پ۔۳۔اٰل عمران۔۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔

(۳) پکی تدبیر کے معنی میں جیسے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ (پ۔۱۴۔النحل۔۱۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

حکمت کون دیتا ہے اور کسے دیتا ہے؟

حکمت دینے والا اللہ رب العزت کی ذات ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے جیسے کہ فرمانِ باری ہے:

یُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُۚ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًاؕ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۲۶۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (پ۔۳۔البقرۃ۔۲۶۹)

اللہ تعالیٰ نے حکمت کس کس کو عطا فرمائی؟

جن جن حضرات کو حکمت عطا کرنے کا ذکر صراحۃً قرآنِ پاک میں کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرتِ داؤد علیہ السلام کو:

وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ۔ (پ۔۲۔البقرۃ۔۲۵۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو چاہا سکھایا۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں:

حضرت داؤد علیہ السلام کے والد ایشاطالوت کے لشکر میں تھے اور انکے ساتھ انکے تمام فرزند بھی حضرت داؤد علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جابر قوی شہ زور عظیم الجثۃ قد آور تھا طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الہی میں دعا کریں آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے طالوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صف قتال قائم ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت متکبرانہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا وہ اس کی پیشانی توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گر گیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو لا کر طالوت کے سامنے ڈال دیا تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا ایک مدت کے بعد طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت ہوئی (جمل وغیرہ)

اور حکمت عطا کرنے سے نبوت مراد ہے۔اور جو چاہا سکھایا سے مراد زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا ہے جیسا کہ پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء کی آیت نمبر 79،80 میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

(۲)اٰلِ ابراہیم علیہ السلام کو:

فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا.(پ۔۵۔النساء۔۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔

(۳)حضرتِ لقمان کو:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔(پ۔۲۱۔لقمٰن۔۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر۔

(۴)حضرتِ یحیٰ علیہ السلام کو:

یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍؕ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّاۙ﴿۱۲﴾ (پ۔۱۶۔مریم۔۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے یحیٰی کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

(۵)حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کو:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًاۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَۚ ۔

ترجمۂ کنزالایمان: جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسٰی یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکّی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔(پ۔۷۔المائدۃ۔۱۱۰)

(٦)ہمارے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو:

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(پ۔۵۔النساء۔۱۱۳)

اللّٰہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو حکمت عطا فرمائی

مذکورہ آیات سے کہیں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان ہی حضرات کو حکمت عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو حکمت عطا فرمائی ہے جیسے کہ فرمانِ خداوندی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔(پ۔۳۔اٰل عمران۔۸۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حکمت کے معلّم بھی ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لطف کی بات یہ کہ دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو حکمت عطا کرنے کا بیان رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں تو فرمایا مگر ان میں سے کوئی حکمت سکھانے والا بھی ہے نہ بیان فرمایا جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو حکمت دی بھی اور آگے دوسروں کو حکمت دینے والا، حکمت

تقسیم فرمانے والا بھی بنایا ہے اور اس کا ذکر قرآن کے ایک یا دو مقام پر نہیں بلکہ تین مقام پر فرمایا ہے مثلاً:

(۱) كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾۔(پ۔۲۔البقرۃ۔۱۵۱)

ترجمۂ کنزالایمان: جیسے کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

(۲) لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾(پ۔۴۔اٰل عمران۔۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(۳) هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۗ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۙ ﴿۲﴾(پ۔۲۸۔الجمعۃ۔۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

حکمت کہاں ملتی ہے؟

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کافرمان عالیشان ہے: ''جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤتواس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔'' (سنن ابن ماجه،کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج۴، ص۴۲۲)

حکمت کیسے ملتی ہے؟

حضرت سَیِّدُنا شبلی رضي اللہ تعالي عنہ نے فرمایا،"میں جس دن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں ،اسی دن حکمت و عبرت کا ایسا دروازہ دیکھتا ہوں جو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

(احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۱۹۸)

حکمت کم بولنے سے ملتی ہے

حضرتِ سیّدُنا اَبُو سَلَمہ صَنعانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیّدُنا کعب الاحبار عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: کم بولنا حکمت ہے،خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ اچھی خصلت ہے اوراس سے بوجھ اور گناہ کم ہوتے ہیں، بُردباری کے دروازے کو سنواراواوراس کا دروازہ خاموشی اور صبر ہے۔اللہ عَزَّ وَجَلَّ زیادہ ہنسنے والے اور چغلخور کو پسند نہیں فرماتا اوروہ اس حکمران کو پسند کرتا ہے جو چرواہے کی طرح ہو(یعنی رعایا کا محافظ ہو) اور اپنی رعایا سے غافل نہ ہو۔جان لو کہ حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے لہٰذا علم حاصل کرو اس سے پہلے کہ اسے اٹھالیا جائے اور اس کا اٹھ جانا یہ ہے کہ عُلَمَا دنیا سے رُخصت ہو جائیں گے۔

(حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء (جلد:5) ص ۴۹۱)

الٰہی! اپنی رحمت سے تو حکمت کا خزینہ دے
ہمیں عقلِ سلیم مولیٰ! پئے شاہِ مدینہ دے

(وسائلِ بخشش)

پر حکمت گفتگو

بعض حکماء کہتے ہیں:" فضول کلام چھوڑ دینا گفتگو میں حکمت پیدا کرتا ہے، پریشان نظری چھوڑ دینا خشوع اور خشیت (یعنی عاجزی اور خوف) پیدا کرتا ہے، فضول شئے کھانے سے اجتناب کرنا عبادت میں مٹھاس پیدا کرتا ہے، زیادہ ہنسنے کو چھوڑنا رعب پیدا کرتا ہے اور حرام میں رغبت نہ کرنا محبت پیدا کرتا ہے، لوگوں کے عیوب کی جستجو چھوڑنا عیوب کی اصلاح کا سبب ہے اور اللہ عزوجل کے معاملہ میں وہم کو چھوڑ دینا شک، شرک اور نفاق کو ختم کر دیتا ہے۔

(آنسوؤں کا دریا ص ۲۴۰۔۲۴۱)

حکمت کیسے ملتی ہے؟ کے متعلق چند احادیث

الحمد للہ عزوجل اللہ رب العزت کی عطا سے ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم حکمت ودانائی فہم وفراست کے معلم ہیں اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو ان تمام چیزوں کی تعلیم فرمائی اور اپنی امت کو اپنے فرامین کے ذریعے بتایا کہ حکمت کن کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔

☆۔۔۔نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راس الحکمۃ مخافۃ اللہ یعنی حکمت کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے۔

(کنز العمال: رقم ۵۸۷۳) (خوفِ خدا ص ۱۲)

حلال کھانے سے حکمت ملتی ہے

☆۔۔۔رسولِ اَکرم، نبیٔ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے:" جس نے چالیس دن تک حلال کھایا اللہ عزوجل اس کے دل کو منور فرمادے گا اور اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادے گا اور دنیا و آخرت میں اس کی رہنمائی فرمائے گا۔"

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب الحلال والحرام، باب فی فضیلۃ الحلال ...الخ، ج ۶، ص ۴۵۰)

مخلص کو حکمت ملتی ہے

☆۔۔۔مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جو چالیس دن اللہ عزوجل کے لئے مخلص ہو جائے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۶۸۷۹، ج۵، ص۲۱۵، بدون "من قلبہ)

بردبار صاحبِ حکمت ہوتا ہے

☆۔۔۔شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"دو باتیں بہت عجیب ہیں:

(۱)۔۔۔بے وقوف آدمی سے حکمت کی بات اور (۲)۔۔۔بردبار شخص سے بے وقوفی کی بات، لہٰذا اس بات سے درگزر کرلیا کرو کیونکہ بردبار شخص صاحبِ فراست اور حکمت والا تجربہ کار ہوتا ہے۔"(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۸۳۷، ج۳، ص۵۷)

☆۔۔۔حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"باوقار شخص بردبار، عالِم صاحبِ فراست اور صاحبِ حکمت تجربہ کار ہوتا ہے۔"(المرجع السابق، الحدیث:۵۸۳۸، ایضاً)

☆۔۔۔ نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب کسی مؤمن کو پروقار انداز میں خاموشی کا پیکر پاؤ تو اس کی قربت حاصل کیا کرو کیونکہ وہ (جب بھی بولے گا تو) صرف حکمت آموز باتیں ہی کہے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس وتہذیب الاَخلاق، بیان علامات حسن الخلق، ج۳، ص۸۵، یلقی بدلہ "یلقن")

(1) خدا کے ایک ہونے کی حکمت

(۱)۔۔۔ اس دنیا کو بنانے میں اور اس کی تدبیر کے لئے ایک خدا کافی ہو گا یا ایک خدا کافی نہ ہو گا بلکہ ایک سے زائد کی ضرورت ہو گی، پس اگر ایک اکیلا خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی ہے تو دوسرے خدا کو ماننا عبث و بیکار ہے، اور اگر ایک اکیلا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے کی ضرورت ہے تو پھر وہ ناقص ہے اور جو ناقص ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

(۲)۔۔۔ اور اگر کوئی فرض کرے کہ ایک خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں ہے اور اس کو کسی دوسرے کی بھی ضرورت ہے، تو کیا ضروری ہے کہ دو مل کر کافی ہو جائیں بلکہ ان کو تیسرے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، چوتھے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے اور یہ ضرورت کسی ایک عدد پر موقوف نہیں ہو گی بلکہ اس طرح غیر متناہی خداؤں کی ضرورت ہو گی جو کہ درست نہیں کہ ماننے گئے تھے دو خدا ماننا پڑا اربوں خداؤں کو۔

(۳)۔۔۔ نیز اس موضوع پر ایک نہایت موزوں حکایت سچی حکایات میں درج ہے کہ ایک عالم نے ایک بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھ کر فرمایا کہ بڑھیا! ساری عمر چرخہ ہی کاتا یا کچھ اپنے خدا کی بھی پہچان کی؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ بیٹا سب کچھ اسی چرخہ میں دیکھ لیا، فرمایا! بڑی بی! یہ

تو بتاؤ کہ خدا موجود ہے یا نہیں ؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ ہاں ہر گھڑی اور رات دن ہر وقت خدا موجود ہے، عالم نے فرمایا مگر اس کی دلیل ؟ بڑھیا بولی، دلیل یہ میرا چرخہ، عالم نے پوچھا یہ کیسے ؟ وہ بولی وہ ایسے کہ جب تک میں اس چرخے کو چلاتی رہتی ہوں یہ برابر چلتا رہتا ہے اور جب اس چھوٹے سے چرخہ کو ہر وقت چلانے والے کی ضرورت ہے تو زمین و آسمان، چاند، سورج کے اتنے بڑے چرخوں کو کس طرح چلانے والے کی ضرورت نہ ہو گی؟ پس جس طرح میرے کاٹھ کے چرخہ کو ایک چلانے والا چاہیئے اسی طرح زمین و آسمان کے چرخہ کو ایک چلانے والا چاہیئے جب تک وہ چلاتا رہے گا یہ سب چرخے چلتے رہیں گے اور جب وہ چھوڑ دے گا تو یہ ٹھہر جائیں گے مگر ہم نے کبھی زمین و آسمان، چاند سورج کو ٹھہرے نہیں دیکھا تو جان لیا کہ ان کا چلانے ولا ہر گھڑی موجود ہے۔

عالم نے سوال کیا، اچھا یہ بتاؤ کہ آسمان و زمین کا چرخہ چلانے والا ایک ہے یا دو؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ ایک ہے اور اس دعوے کی دلیل بھی یہی میرا چرخہ ہے کیونکہ جب اس چرخہ کو میں اپنی مرضی سے ایک طرف کو چلاتی ہوں یہ چرخہ میری مرضی سے ایک ہی طرف کو چلتا ہے اگر کوئی دوسری چلانے والی بھی ہوتی پھر یا تو وہ میری مددگار ہو کر میری مرضی کے مطابق چرخہ چلاتی تب تو چرخہ کی رفتار تیز ہو جاتی اور اس چرخہ کی رفتار میں فرق آکر نتیجہ حاصل نہ ہوتا اور اگر وہ میری مرضی کے خلاف اور میرے چلانے کی مخالف سمت پر چلاتی تو یہ چرخہ چلنے سے ٹھہر جاتا یا ٹوٹ جاتا۔ مگر ایسا نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ کوئی دوسری چلانے والی نہیں ہے اسی طرح آسمان و زمین کا چلانے والا اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور آسمانی چرخہ کی فتار تیز ہو کر دن

رات کے نظام میں فرق آجاتا یا چلنے سے ٹھہر جاتا یا ٹوٹ جاتا جب ایسا نہیں ہے تو ضرور آسمان وزمین کے چرخہ کو چلانے والا ایک ہی ہے۔ (سچی حکایات، حصہ اول، ص ۲۴)

(2) اللہ کے موجود ہونے کی حکمت

اللہ تعالی کا ہونا ضروری ہے ورنہ عالم میں فساد برپا ہو جائے گا جیسے کہ اللہ الکریم نے قرآنِ عظیم میں کفار کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ ۱۷۔ الانبیاء ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنالئے ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

جواہرِ ارضیہ سے مثل سونے چاندی پتھر وغیرہ کے جو بت بنا رکھے ہیں کیا وہ کچھ پیدا کرتے ہیں؟ حالانکہ ایسا تو نہیں ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو خود بے جان ہو وہ کسی کو جان دے سکے تو پھر اس کو معبود ٹھہرانا اور اِلٰہ قرار دینا کتنا کھلا باطل ہے، اِلٰہ وہی ہے جو ہر ممکن پر قادر ہو جو قادر نہیں وہ اِلٰہ کیسا۔

تو سنو! قرآن کا ارشاد ہے:

لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ (پ ۱۷ الانبیاء ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے کیونکہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کی خدائی کے بُت پرست معتقد ہیں تو فسادِ عالَم کا لزوم ظاہر ہے کیونکہ وہ جمادات ہیں، تدبیرِ عالَم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے اور اگر تعمیم کی جائے تو بھی لزومِ فساد یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ دونوں متفق ہوں گے یا مختلف، اگر شے واحد پر متفق ہوئے تو لازم آئے گا کہ ایک چیز دونوں کی مقدور ہو اور دونوں کی قدرت سے واقع ہو یہ محال ہے اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شے کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاً (یعنی ایک ساتھ) واقع ہوں گے اور ایک ہی وقت میں وہ موجود و معدوم دونوں ہو جائے گی یا دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شے نہ موجود ہو نہ معدوم یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں تو ثابت ہوا کہ فساد ہر تقدیر پر لازم ہے۔ توحید کی یہ نہایت قوی بُرہان ہے اور اس کی تقریریں بہت بسط کے ساتھ ائمۂ کلام کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں اختصاراً اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔ (تفسیرِ خزائن العرفان، پ ۱۷ الانبیاء ۲۲)

(3) اللہ پاک کے دکھائی نہ دینے کی حکمت

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر اللہ موجود ہے تو دکھتا کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا دکھائی نہ دینا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، جیسے کہ ہوا، ہمیں نہیں دکھائی دیتی مگر اس کا وجود سب مانتے ہیں۔

اور اللہ کا دکھائی نہ دینے کی ایک حکمت یہ ہے کہ جو چیز ہم دیکھتے ہیں وہ ہمارے ذہن میں مُنَقَّش یعنی چھپ جاتی ہے،اور وہ ہمارے ذہن کے احاطہ میں آکر چھوٹی ہو جاتی ہے، پس اگر اللہ تعالی دکھائی دے تو اللہ ہمارے ذہن کے احاطہ میں آکر چھوٹا اور ہمارا ذہن بڑا ہو جائے گا ،جو کہ کفر ہے۔

کسی عالم سے ایک دہریہ (یعنی وہ شخص جو اللہ کو نہیں مانتا) نے سوال کیا: "اگر اللہ موجود ہے تو مجھے دکھاؤ؟" عالم صاحب نے جواب دیا: "میاں !ایسا ہر گز نہیں ہے کہ جو چیز دکھائی نہ دے وہ معدوم (یعنی نہیں) ہے" اس نے کہا: "اگر دکھا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ اِدھر اُدھر کی بات مت کرو" عالم صاحب نے کہا: "میاں! تم میں عقل ہو تو میں تم سے بات کروں تم تو پاگل ہو" دہریہ یہ سن کر غصے میں آگ ببولا ہو گیا اور کہنے لگا: "حضرت! آپ کو نہیں معلوم کہ میں کتنا بڑا عقلمند ہوں، فُلاں فُلاں اِداروں سے میں نے علم حاصل کیا ہے"۔ عالم صاحب نے کہا: "میاں! اگر تم عقلمند ہو تو اپنی عقل دکھاؤ" اس نے کہا: "بھلا عقل بھی دکھانے کی چیز ہے جو میں آپ کو دکھاؤں" عالم صاحب نے کہا: "میاں! جب تم اپنی عقل نہیں دکھا سکتے جو کہ تمہارے جسم کے اندر ہے، تو بھلا میں اس اللہ کو کیسے دکھا سکتا ہوں جو میرے بس سے باہر ہے" وہ دہریہ ان کلمات کو سن کر لاجواب ہو گیا۔

بس اتنا سمجھ لو کہ عقل دکھتی نہیں ہے مگر بندے کی باتوں، اس کے افعال و کردار سے سمجھی جاتی ہے کہ یہ بندہ عقلمند ہے یا بیوقوف، بس اسی طرح اللہ تعالی کو دیکھا نہیں جا سکتا کہ اس کو دیکھنے کی ہماری آنکھوں میں تاب نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ کی ہستی (یعنی ہونے) کا پتا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔

دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

(آسان فرض علوم ص ۳۲۔۳۳)

(4) عبادت کا مستحق صرف اللہ ہی ہے کی حکمتیں

اللہ تعالی عبادت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں بلکہ صرف اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں، اور اس کی چند وجوہات و حکمتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی حکمت: عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عبادت کرنے والے کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر دور کرنے کی قدرت رکھتا ہو، مشرکین جن بتوں کو پوجتے ہیں ان کی بے قدرتی اس درجے کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں، کسی چیز کے بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بے نیاز نہیں۔ خود مخلوق ہیں اور بنانے والے کے محتاج ہیں۔ اس سے بڑھ کر بے اختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کرسکتے اور کسی کی کیا مدد کریں گے خود انہیں کوئی ضرر پہنچے تو اسے دور نہیں کرسکتے۔ کوئی انہیں توڑ دے، گرا دے الغرض جو چاہے کرے وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں کرسکتے لہٰذا ایسے مجبور و بے اختیار کو پوجنا انتہا درجے کا جہل ہے۔ اور اللہ عزوجل بیان کی ہوئی تمام اچھی صفات کا جامع اور بری صفات سے پاک ہے لہٰذا وہی عبادت کے لائق ہے۔ (صراط الجنان جلد ۳ ص ۴۹۶)

دوسری حکمت: برائی کا پہنچنا اور دور ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، ایسے ہی بھلائی جیسے صحت و دولت وغیرہ کا پہنچنا بھی اسی خداوندِ کریم کی قدرت سے ہے کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے، کوئی اس کی مَشِیَّت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تو اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ معبود وہ ہے جو قدرتِ کاملہ رکھتا ہو اور کسی کا حاجت مند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسا کوئی نہیں، لہٰذا صرف اسی کو رب مانو اسی کی عبادت کرو۔

(صراط الجنان جلد۳ص۸۱۔۸۲)

تیسری حکمت: پارہ۷ سورۃ الانعام میں فرمایا گیا:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مُہر کردے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیز لادے دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔ (پ۷الانعام ۴۶)

اس آیتِ کریمہ میں توحیدِ باری تعالیٰ کی دلیل پیش کی جارہی ہے اور فرمایا جارہاہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگادے اور علم و معرفت کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے تو اللہ عزوجل کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں لادے گا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں، تو اب توحید پر قوی دلیل قائم ہوگئی کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اتنی قدرت و اختیار والا نہیں تو عبادت کا مستحق صرف وہی ہے اور شرک بدترین ظلم و جرم ہے۔ (خزائن العرفان)(صراط الجنان جلد۳ص۱۰۸)

چوتھی حکمت: پارہ ١١ سورۂ یونس کی آیت نمبر ٣١ اور ٣٢ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے۔ (پ١١۔یونس٣١)

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّۚ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ(۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو یہ اللہ ہے تمہارا سچّا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔ (پ١١۔یونس٣٢)

اس آیت میں بیان فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم ، آپ ان مشرکوں سے فرمادیں کہ آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ تمہیں یہ حواس کس نے دیئے ہیں جن کے ذریعے تم سنتے اور دیکھتے ہو، آفات کی کثرت کے باوجود کان اور آنکھ کو لمبے عرصے تک کون محفوظ رکھتا ہے حالانکہ یہ اتنے نازک ہیں کہ ذرا سی چیز انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور زندہ کو مردہ سے جیسے انسان کو نطفہ سے، پرندے کو انڈے سے کون نکالتا ہے اور یوں ہی مردہ کو زندہ سے جیسے نطفہ کو انسان سے اور انڈے کو پرندے سے کون نکالتا ہے؟ اور ساری کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟ آپ کے سوالات سن کر وہ کہیں گے کہ بے شک ان چیزوں پر قدرت رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا اِعتراف کرلیں تو اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم تم ان سے فرماؤ:

جب تم اللہ تعالی کی ربوبیت کااعتراف کرتے ہو توبتوں کو عبادت میں اس کا شریک ٹھہرانے سے اور اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے کیوں نہیں حالانکہ بت نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچاسکتے ہیں اور نہ ان اُمور میں سے کسی پر کوئی قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ الٹاان کی عبادت تمہارا بیڑہ غرق کردے گی کہ شرک کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے جہنم میں جاؤ گے۔

پس جو اِن چیزوں کو سرانجام دیتا ہے اور آسمان وزمین، زندگی و موت سب کا مالک ہے اور رزق وعطا پر قدرت رکھتا ہے وہی اللہ تعالی تمہارا سچا رب ہے، وہی عبادت کا مُستحق ہے نہ کہ یہ ناکارہ، خود ساختہ، بناوٹی بت اور جب ایسے واضح اور قطعی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالی ہے تو اس کے ماسوا سب معبود باطِل مَحض ہیں اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اِعتراف کرلیا تو پھر تم حق قبول کرنے سے کیوں اِعراض کر رہے ہو؟ (صراط الجنان جلد ۴ ص ۳۱۶۔۳۱۷)

ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار اللہ تعالٰی کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کوئی چیز پیدا کر سکیں بلکہ وہ خود پتھروں اور لکڑی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں۔

(سمرقندی، النحل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۲/۲۳۲۔)

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالٰی کے علاوہ جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں وہ اپنی ذات میں بھی ناقص ہیں کہ انہیں دوسروں نے بنایا ہے اور اپنی صفات میں بھی ناقص ہیں کہ یہ کسی چیز کو پیدا ہی نہیں کر سکتے۔ (تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۷/۱۹۵، ملخصاً۔)

اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (پ۱۴، النحل ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

امام ابنِ ابی حاتم اور امام محمد بن جریر طبری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِما اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے بے جان ہیں، ان میں روحیں نہیں اور نہ ہی یہ اپنی عبادت کرنے والوں کو کوئی نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں“۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/ ۲۲۸۰، تفسیر طبری، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/ ۵۷۳-۵۷۴۔)

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں ”جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں اگر یہ حقیقی معبود ہوتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ بے جان ہیں، زندہ نہیں اور ان بتوں کو خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے تو ایسے مجبور، بے جان اور بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: ۲۱، ۷/۱۹۵، ملخصاً۔)

پانچویں حکمت: عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ اَرضی و سَماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالِم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔

(خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۰۸، ملخصاً)

اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں کی 3 دلیلیں

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے معبود ہونے کی **ایک دلیل** یہ ہے کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی بِالذّات ہے، **دوسری دلیل** یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان اسی کا حکم نافذ ہے اور **تیسری دلیل** یہ ہے کہ آخرت میں اسی کی طرف تمام لوگ پھیرے جائیں گے اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔ (صراط الجنان جلد۷ص۳۳۸)

چھٹی حکمت: پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن کی آیت نمبر ۲۶ میں ارشادِ خداوندی ہے:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ(۲۶) (پ۲۱ لقمٰن ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔(خزائن العرفان) (جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۳۴۸)

(سو باتوں کی ایک بات) محاورے کے تحت اگر اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق ہے تو دلیل سے ثابت کرو۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ کوئی بھی کافر و مشرک دلیل سے ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ اس بات کو قرآن نے بے سند قرار دیا ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں۔ چنانچہ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۱۱۶۔۱۱۷ میں ارشاد ہوا:

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ(۱۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک۔

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور اَفعال میں مخلوق کی مُماثَلت سے پاک ہے، وہی سچا بادشاہ ہے اور ہر چیز اسی کی ملکیت اور اسی کی بادشاہی میں داخل ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں کیونکہ تمام چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور جو ملکیت ہو وہ معبود نہیں ہو سکتی اور وہ

اس عرش کا مالک ہے جو عزت والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کرم ورحمت کا فیضان یہیں سے تقسیم ہوتا ہے اور ہر مخلوق میں اس کی رحمت وکرم کے آثار یہیں سے بٹتے ہیں۔

(صراط الجنان جلد ٦ ص ٥٦٥)

وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ (پ۱۸،المؤمنون،۱۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بیشک کافروں کا چھٹکارا نہیں۔

تفسیر: ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت کرے جس کی عبادت کرنے پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہی ہے اور وہی اسے اس عمل کی سزا دے گا، بیشک کافر حساب کی سختی اور عذاب سے چھٹکارا نہیں پائیں گے اور انہیں کوئی سعادت نصیب نہ ہوگی۔

(روح البیان، المؤمنون، تحت الآیۃ:۱۱۷، ۶/ ۱۱۲-۱۱۳، جلالین، المؤمنون، تحت الآیۃ:۱۱۷، ص۲۹۳، ملتقطاً۔)

(5) اللہ تعالی کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے کی حکمت

اللہ تعالی کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال ہے کیونکہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے حالانکہ اللہ عزوجل کا کوئی اِحاطہ نہیں کر سکتا، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی پارہ ۳ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

اور پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہوا:

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِہٖ عِلۡمًا۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا۔

اور پارہ ۷ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ارشاد ہوا:

لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَ ہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَ ہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ۔

ترجمۂ کنزالایمان: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار۔

عقل کے قاصر رہنے کے دو اسباب

جس شے کو سمجھنے سے ہماری عقلیں قاصر ہوں اس کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب: شے کا ذاتی طور پر خفی اور دقیق ہونا۔ اس کی مثال واضح ہے۔

دوسرا سبب: شے کا انتہائی واضح اور روشن ہونا جس کی مثال یہ ہے: چمگادڑ رات میں دیکھتی ہے اور دن میں نہیں دیکھ سکتی۔ اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ دن رات کی بنسبت خفی اور پوشیدہ ہے بلکہ اس کی وجہ دن کا انتہائی ظہور ہے کیونکہ چمگادڑ کی بینائی کمزور ہوتی ہے اور جب سورج چمکتا ہے تو اس کی روشنی اس پر غالب آجاتی ہے اس لئے چمگادڑ کی کمزور بینائی کے ساتھ ساتھ دن کا انتہائی ظہور اس کے دیکھنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے تو وہ اسی وقت کوئی چیز دیکھ سکتی ہے جب دن میں کچھ اندھیرا مل جائے اور اس کا ظہور کمزور پڑ جائے۔ اسی طرح ہماری عقلیں بھی کمزور ہیں اور جمالِ بارگاہِ الٰہی انتہائی روشن اور اِستِغراق و شُمول کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے حتّٰی کہ آسمان و زمین کی سلطنت کا ایک ذرہ بھی اس کے ظہور سے پوشیدہ نہیں تو یہ ظہور اس کے خفا کا سبب ہو

گیاتو پاک ہے وہ ذات جو اپنے نور کی چمک کی وجہ سے حجاب میں ہے اور اپنے انتہائی ظہور کے سبب بصیرت اور بصارت سے مخفی ہے اور شدتِ ظہور کے سبب اس خفی رہنے پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں اور جس کا وُجود ایسا عام ہو کہ اس کی کوئی ضد ہی نہ ہو اس کا ادراک مشکل ہو گا۔ اگر اشیاء مختلف ہوں کہ بعض بعض پر دلالت کرتی ہوں تو ان میں فرق جلد معلوم ہو سکتا ہے اور اگر وہ ایک ہی طریقے سے دلالت کرنے میں مشترک ہوں تو مُعاملہ دشوار ہو جائے گا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۸۴)

سورج کی روشنی سے مثال

اس کی مثال سورج کی روشنی ہے جو زمین پر پڑتی ہے۔ ہم یہ بات یقینی طور پر جانتے ہیں کہ یہ ایک عرض (جو بذاتِ خود قائم نہ ہو بلکہ قائم بالغیر ہو) ہے جو وُجودِ آفتاب کے وقت زمین پر پڑتی ہے اور اس کے غروب کے وقت زائل ہو جاتی ہے تو اگر سورج غروب نہ ہوتا اور دائمی طور پر روشن رہتا تو ہم گمان کرتے کہ اجسام میں ان کے رنگوں یعنی سیاہی اور سفیدی وغیرہ کے سوا کوئی چیز نہیں کیونکہ ہم سیاہ چیز میں سیاہی اور سفید میں سفیدی کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں تنہا روشنی کا ادراک نہیں کر سکتے لیکن جب سورج غروب ہو گیا اور ہر جگہ تاریکی پھیل گئی تو ہم نے دونوں حالتوں کے درمیان فرق جان لیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ اجسام دھوپ کی وجہ سے روشن تھے اور ایسی صفت کے ساتھ متصف تھے جو غروبِ آفتاب کے وقت ان سے جُدا ہو گئی تو ہم نے دھوپ کے وُجود کو اس کے عدم سے جانا اور اگر دھوپ معدوم نہ ہوتی تو ہم اس کے وُجود پر انتہائی مشکل سے ہی مُطَّلَع ہوتے کیونکہ اندھیرے اور روشنی میں فرق نہ ہوتو ہمیں تمام اجسام ایک جیسے نظر آئیں حالانکہ روشنی تمام محسوسات میں ظاہر تر ہے کہ اسی کے ذریعے تمام محسوسات کا ادراک

کیا جاتا ہے۔تو پھر جو ذات خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والی ہو تو غور کرو کہ اگر ظہور کی ضد طاری نہ ہوتی تو اس کے ظہور کے سبب اس کا مُعاملہ کس قدر مبہم ہوتا۔پس اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے ظاہر ہے اور اسی کی وجہ سے تمام اشیاء کا ظہور ہے اگر اس کے لئے عدم یا غائب ہونا یا متغیر ہونا ہوتا تو ضرور آسمان و زمین گر پڑتے ملک و ملکوت باطل ہوجاتے۔اس سے دونوں حالتوں کے درمیان فرق معلوم ہوگیا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۸۴۔۸۶)

(6)اللہ عزوجل کا صورت سے پاک ہونے کی حکمت

اللہ عزوجل کا صورت سے پاک ہونے کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں: اللہ عزوجل صورت سے پاک ہے کیونکہ صورت متناہی(یعنی جس کی انتہاء ہو)اور مُجَسِّم(یعنی جسم والی)چیزوں کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالی تناہی(یعنی جس کی انتہاء ہو)اور تَجَسُّم سے منزہ(یعنی پاک)ہے اسی لئے اللہ تعالی کے لئے صورت کا اطلاق جائز نہیں ہے، بلکہ اگر صورت سے مراد معنیٰ متعارف (یعنی مخلوقات کی صورت)ہو تو صریح کفر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۱)

(7)اللہ عزوجل کا جسم سے پاک ہونے کی حکمت

اللہ تعالی جسم سے پاک ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث کیونکہ ہر مرکب پر ان اجزاء کا تقدّم(یعنی پہلے ہونا)ضروری ہے جن سے وہ مرکب ہے،اور اللہ تعالی کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے کفر ہے، اس لئے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز پہلے موجود نہ تھی پھر وہ موجود ہوئی حالانکہ اللہ تعالی قدیم و اَزَلی ہے نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہوگا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۲)

(8)اللہ عزوجل کا سوچنے سے پاک ہونے کی حکمت

اللہ عزوجل سوچنے سے بھی پاک ہے کیونکہ سوچتا وہ ہے جو عالِمُ الغیب نہ ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کے لئے سوچنے کا اثبات اس کے قادر ہونے اور عالِمُ الغیب ہونے سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۶۲)

(9)اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ کے اولاد سے پاک ہونے کی بہت سی عقلی و نقلی دلیلیں ہیں جن میں سے کچھ یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کے قرآن و حدیث سے دلائل

چنانچہ پارہ ایک سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔

اس آیت پاک کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے صدر الافاضل، مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

تفسیر: شانِ نزول: یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا، مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا سُبْحٰنَهٗ، وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

اور مملوک ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے، تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے؟ مسئلہ: اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔

ایک اور مقام پر ارشادِ رب العباد ہے:

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۱۱)

اللہ عزوجل سے اولاد کی نفی سورۂ مریم میں بھی موجود ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ (پ۱۶، مریم: ۹۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے لیے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔

تفسیر: وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ہونا مَحال ہے ممکن نہیں۔

(خزائن العرفان)

مزید سورۃ الزخرف میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۵، الزخرف: ۸۱۔۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ بالفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچّہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔ پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیتِ پاک کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تفسیر: لیکن اس کے بچّہ نہیں اور اس کے لئے اولاد محال ہے یہ نفیِ ولد میں مبالغہ ہے۔

شانِ نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر کہنے لگا دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمٰن کے ولد نہیں ہے اور میں اہلِ مکّہ میں سے پہلا موحِّد ہوں، اس سے ولد کی نفی کرنے والا، اس کے بعد اللہ تبارک وتعالٰی کی تنزیہ کا بیان ہے۔(خزائن العرفان)

اللہ عزوجل نے جنوں کی حکایت بیان کرتے ہوئے سورۃ الجن میں فرماتا ہے:

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ (پ۲۹، الجن : ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچّہ۔

تفسیر: جیسا کہ کفّار جنّ وانس اللہ عزوجل کے بارے میں کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ کی بیوی اور اولاد ہیں۔(خزائن العرفان)

لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ (پ۳۰، الاخلاص:۳)

تفسیر: اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے کیونکہ کوئی اس کا مجانس نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی باپ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔(خزائن العرفان)

نیز بخاری شریف کی حدیثِ قدسی میں فرمایا گیا:

حدیثِ پاک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : قَالَ اللهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُأً أَحَدٌ۔ (بخاری۔کتاب بدءالوحی۔باب وامرأتہ حمالۃ الحطب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہےاور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ و سلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب فرماتا ہے انسان مجھے جھٹلاتا ہے یہ اُسے مناسب نہ تھااور مجھے گالی دیتا ہے یہ اسے درست نہ تھا اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے رب مجھے پہلے کی طرح دوبارہ نہ بناسکے گا حالانکہ پہلی بار پیدا فرمانا دوبارہ بنانے سے آسان تر تو نہیں اس کی گالی اس کی یہ بکواس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کی میں تو اکیلا بے نیاز ہوں نہ جنا نہ جنا گیا میرا کوئی ہمسر نہیں۔

حدیث پاک کی شرح

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث حدیثِ قدسی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قَالَ اللهُ"۔حدیثِ قدسی اور قرآن میں فرق یہ ہے کہ حدیثِ قدسی خواب یا الہام سے بھی حاصل

ہوسکتی ہے۔ جبکہ قرآن بیداری ہی میں آئے گا۔ نیز قرآن کا مضمون اور لفظ دونوں رب کے ہیں، جبکہ حدیثِ قدسی میں مضمون رب کا اورالفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ ساری حدیثیں برحق ہیں اور قرآن کی طرح لائقِ عمل، صدیق اکبر نے حدیث کی بناپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں تقسیم میراث نہ فرمائی حالانکہ یہ حکم قرآنی تھا، مگر حدیث قدسی میں قال اللہ کی تصریح ہوتی ہے۔ اس کی مفصَّل بحث ہمارے رسالہ "ایک اسلام" میں دیکھو۔

خیال رہے کہ جن و انس کے سوا کسی مخلوق میں کافر نہیں مگر انسان پر اللہ کے احسانات زیادہ ہیں کہ ان ہی میں انبیاء اور اولیاء بھیجے۔ اس لیے کہ خصوصیت سے اس کی شکایت فرمائی گئی۔ انسان قیامت کا منکر ہے اور تمام ان آیتوں کو جھٹلاتا ہے جن میں قیامت کا ذکر ہے۔

رب کے لیے ایجاد اور دوبارہ بنانا یکساں آسان ہے۔ لوگوں پر ایجاد مشکل ہوتی ہے۔ دوبارہ بنانا آسان، جب کفار رب تعالٰی کو عالَم کا موجِد جانتے ہیں تو قیامت ماننے میں انہیں کیوں موت آتی ہے۔ حالانکہ قیامت میں اٹھانا اعادۂ خلق ہوگا۔ نہ کہ ایجاد اس میں روئے سخن ان کافروں کی طرف ہے جو اللہ کی ذات وصفات کے اقراری تھے اور قیامت کے انکاری۔

مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ عیسائی عیسٰی علیہ السلام کو، یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اس میں ان تینوں قوموں کی طرف اشارہ ہے۔ بیوی بچے اختیار کرنا ہمارے لیے کمال ہے رب کے حق میں گالی۔ ایک ہی چیز ایک کے لیے کمال ہے۔ دوسرے کے لیے نقصان بلا تشبیہ کنواری لڑکی کو صاحب اولاد کہنا گالی ہے، بیاہی کے لیے کمال، رب کی شان تو بہت اعلٰی ہے۔

اولاد والا اکیلا بھی نہیں ہوتا،اولاد اس کی قومیت،نوعیت،جنسیت میں شریک ہوتی ہے اور بے نیاز بھی نہیں کیونکہ انسان شہوت کے غلبہ یا دشمنوں کے خوف کی وجہ سے یا اپنے مرنے کے بعد وراثت کے لیے اولاد اختیار کرتا ہے۔رب تعالٰی ان تمام نیاز مندیوں سے پاک ہے۔دیکھو چاند،سورج وغیرہ کو قیامت سے پہلے فنا نہیں تو ان کی وراثت کے لیے انکی اولاد بھی نہیں۔

حالانکہ اولاد باپ کی ہمسر ہوتی ہے کہ انسان کا بچہ انسان اور شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے،تو نعوذ باللہ!خدا کا بیٹا خدا ہی چاہیئے تھاحالانکہ رب اس کا خالق وہ مخلوق،رب مالک وہ مملوک،پھر ہمسر کہاں۔(مراۃ المناجیح جلد۔ا۔ص۱۸)

اللّٰہ کے اولاد سے پاک ہونے کی (۱۵) عقلی دلائل و حکمت

پہلی حکمت: اولاد کو ضرورت مخلوق کو ہوتی ہے کبھی شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کرتا ہے جس سے اولاد ہو جاتی ہے،اور کبھی دشمنوں کی قوت سے مجبور ہو کر اولاد کی خواہش کرتا ہے جو اپنا قوتِ بازو ہو اور اس کے ذریعہ رشتہ داریاں بڑھے اور یہ مجبور ہو کر نہ رہے،رب تعالی ہر قسم کی مغلوبی سے پاک ہے لہذا اولاد سے پاک ہے۔

دوسری حکمت: بدلنے والی چیز اولاد کی خواہش مند ہو سکتی ہے غیرِ متبدل کی اولاد نہیں انسان سمجھتا ہے کہ مجھ کو بڑھاپا بھی آنے والا ہے اس وقت کے لئے عصائے پیری یعنی فرزند چاہیئے،چاند تارے سورج وغیرہ چونکہ بدلتے نہیں اسی لئے ان کی اولاد بھی نہیں رب تعالی بھی تبدیلی سے پاک اس لئے اولاد سے بھی پاک۔

تیسری حکمت: فانی کو اولاد درکار تاکہ اس کی نسل باقی رہے انسان اپنی نسل کی بقا اپنے بعد اپنے گھر کی آبادی اور اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اولاد چاہتا ہے جانوروں کی نسل کی بقا بھی اولاد ہی سے ہے بعض علمِ طبعیات والے فرماتے ہیں کہ درختوں بلکہ پتھروں میں بھی توالد و تناسل ہے بعض درخت نر اور بعض مادہ ہیں نر کی ہوا مادہ کو لگتی ہے جس سے وہ پھلوں سے حاملہ ہو جاتی ہے، بعض درختوں میں تو اس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے جیسے ارنڈ کھجور وغیرہ۔ تابیرِ نخل کی حدیث کا یہی مطلب ہے، نیز آسمانی چیزیں قیامت تک فانی نہیں اس لئے ان کی اولاد بھی نہیں اور رب تعالیٰ تو واجب الوجود ہے اس لئے اولاد سے پاک ہے۔

چوتھی حکمت: اولاد باپ کی ہم جنس چاہئے آپ کے جسم کے کیڑے جوئیں وغیرہ آپ کی اولاد نہیں، اگر رب تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو اس کے ہم جنس ہوتی اور جنس کے لئے فصل ضروری اور جنس فصل کے لئے مادہ ضروری اسی لئے رب کا مادہ ہونا لازم آتا ہے اور وہ تو مادہ سے پاک لہٰذا اولاد سے بھی پاک۔

پانچویں حکمت: اولاد میں ماں باپ کے سے ذاتی صفات چاہئے انسان کا بچہ انسان کی طرح ضاحک متعجب وغیرہ ہونا چاہئے اگر رب تعالیٰ کے اولاد ہوتی تو وہ اس کی طرح واجب قدیم خالق وغیرہ ہوتی اور پھر اولاد ہونے کی وجہ سے اس سے پیچھے ہوتی واجب قدیم ہونا پیچھے ہونے کے خلاف ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔

چھٹی حکمت: اولاد جو اپنا جز یعنی نطفے سے پیدا ہو، حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام حضرتِ جبریل علیہ السلام کے بیٹے نہیں، حضرت آدم علیہ السلام مٹی کے بیٹے نہیں، آپ کے سر

کی جوں وغیرہ آپ کی اولاد نہیں کیونکہ وہ آپ کے نطفے سے نہیں اور رب تعالیٰ نطفے وغیرہ سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

ساتویں حکمت: اولاد میں ماں کی شرکت ہوتی ہے کہ اس کے کچھ اعضاء باپ کے نطفے سے بنتے ہیں کچھ ماں کے، اگر رب تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو اس میں ماں کی شرکت ہو جاتی اور وہ اس کا مستقل خالق نہ ہوتا اور یہ تو بڑا عیب ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

آٹھویں حکمت: اولاد ایک وقت تک ماں باپ کی محتاج پھر ان سے بے پرواہ اور پھر معاملہ بر عکس کہ ماں باپ بعض کاموں میں اولاد کے محتاج اور رب تعالیٰ محتاجی سے پاک لہذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

نویں حکمت: اکثر اولاد والا خود بھی کسی سے نکلتا ہے جب رب تعالیٰ کسی سے بنا نہیں تو اس کی بھی کوئی اولاد نہیں اسی لئے فرمایا لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ آدم و حوا علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔

دسویں حکمت: باپ کی تربیت ناقص ہوتی ہے کہ وہ بچے کو پال کر استاد اور شیخ کے حوالے کرتا ہے اور اگر خود ہی علم و معرفت کا اسے درس دے تو بھی باپ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ استاد اور شیخ ہونے کی حیثیت سے دے گا اور رب تعالیٰ کی پرورش کامل ہے کہ بندوں کے جسم اور روح و قلب اور قالب کو پالتا ہے لہذا وہ کسی کا باپ نہیں۔

گیارہویں حکمت: بیٹا باپ کا خادم ہوتا ہے نہ کہ عابد اسی طرح اس کا شریک ہوتا ہے نہ کہ اس کی مخلوق اگر رب تعالیٰ کی کوئی اولاد ہوتی تو خادم ہوتی اس کی عابد نہ ہوتی لہذا رب تعالیٰ کی معبودیت ناقص رہ جاتی۔

بارہویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا شریک ہوتا ہے نہ کہ بندہ اور مملوک، شہزادہ اپنے باپ کی رعایا نہیں کہلاتا بلکہ اس کی سلطنت کا حصہ دار اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے تو وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے لہذا اگر رب تعالی کا بیٹا ہوتا تو وہ اس کا بندہ نہ ہوتا بلکہ اس کا برابر کا حصہ دار ہوتا۔

تیرہویں حکمت: باپ بہت آہستگی سے بیٹا حاصل کر سکتا ہے نہ کہ ایک دم کہ اس کا نطفہ عورت کے پیٹ میں نو ماہ تک پرورش پاتا ہے رب تعالی اپنے پیدا فرمانے میں آہستہ پر مجبور نہیں لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

چودہویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا نمونہ اور ہم شکل ہوتا ہے رب تعالی ہم شکل اور کسی کا نمونہ بننے سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

پندرہویں حکمت: بیٹے تین قسم کے ہیں پوت، سپوت اور کپوت۔ پوت وہ ہے جو باپ کے برابر کمال دکھائے۔ سپوت وہ جو باپ سے بڑھ جائے۔ کپوت وہ جو باپ سے گھٹا ہوا رہے بلکہ اس کے نام کو ڈبو دے۔ اگر رب تعالی کے بیٹا ہوتا تو سوال ہوتا کہ وہ کس قسم کا ہے؟ اگر سپوت ہے تو چاہئے اس کی مخلوق رب کی مخلوق سے بڑھی ہوئی ہو کہ رب تعالی کے سات آسمان ہیں تو اس کے کم از کم آٹھ تو ہوں اور اگر پوت ہے تو خلقیت اور مالکیت وغیرہ میں برابر ہونا چاہئے تھا اور کپوت ہوتا تو بیٹے کے عیب اور باپ کی مجبوری پر دلالت کرتا ہے کہ بیٹا تو نالائق رہا اور باپ اسے درست نہ کر سکا۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی جلد۔ا۔ص ۵۸۵۔۵۸۷)

اعتراض: مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بعض بندے محبوب اور بعض خلیل اور بعض اس کے حبیب ہیں جیسے کہ رب بیٹے سے پاک ہے چاہئے کہ دوست بنانے سے بھی پاک ہو؟

جواب: محبوبیت، خلقت، اصطفائی عبدیت کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اپنے غلاموں اور کنیزوں کو اپنا مقبولِ بارگاہ کرے اس سے وہ غلام ہی رہیں گے مگر بیٹا ہونا بندے ہونے کے خلاف ہے جیسے کہ ہم حکمتوں میں بیان کر چکے لہذا اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے ہاں اس کے بعض بندے پیارے اور محبوب ہیں کہ اس کی حقِ بندگی خوب ادا کرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۵۸۷)

(10) اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں

میرے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ) اپنی مایۂ ناز تصنیف **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب"** میں تحریر فرماتے ہیں: آج کل عموماً عوام یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اوپر رہتا ہے، اُس کا آسمان پر مکان ہے۔ بے شمار لوگ یوں بھی بولتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ ہے۔ حالانکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک ہے۔ دراصل فلمیں ڈِرامے دیکھ دیکھ کر اور بے ہُودہ غزلیں اور فِلمی گانے سُن سُن کر بَہُت سے لوگوں کے ذِہنوں کے اندر کُفریہ عقیدہ جم گیا ہے۔ اور ان لوگوں سے سُن سُن کر اولاد دَر اولاد ذِہنوں میں معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ یہ عقیدہ مُنتقل ہوتا جارہا ہے۔ علمِ دین و علمائے دین سے دُوری کے باعث اللہُ الرَّحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا جگہ اور مکان سے پاک ہونا بعض اَذہان قبول نہیں کر پاتے۔ خدائے حنّان و منّان جلَّ جلالُہٗ کے جگہ و مکان سے پاک ہونے پر یوں تو بے شمار دلائل ہیں مگر میں صرف دو دلیل عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں، اِنْ شاءَاللہ عَزَّوَجَلَّ قَبولِ حق کا جذبہ رکھنے والا ذِہن فوراً قبول کرلے گا!

پہلی دلیل: یہ بات ذِہن نشین فرمالیجئے کہ اللّٰہ کریم عَزَّوَجَلَّ قدیم ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔وہ تب سے ہے کہ جب اب تب کب، یہاں وہاں اوپر نیچے، دائیں بائیں وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی صفات کے علاوہ ہر چیز حادِث ہے۔حادِث، قدیم کی ضد ہے۔ حادِث یعنی وہ کہ جو عدم سے وُجود میں آئے۔اِس کو اور آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جو پہلے سے نہ تھا مگر بعد میں موجود ہو۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان اللّٰہ کریم عزّوَجَلَّ اور اس کی صفات کو قدیم ہی مانتا ہے اور اِس کے علاوہ ہر چیز بعد میں بنائی گئی اِس کو بھی تسلیم کرتا ہے تو بس اتنی سی بات سمجھنے کی ضَرورت ہے کہ بعد میں بنائی جانے والی چیزوں میں یقیناً زمین و آسمان ،عرش و کرسی، اوپر نیچے دائیں بائیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔اب اگر یہ کہا جائے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اوپر ہے یا آسمان پر ہے یا عرش پر ہے یا ہر جگہ ہے تو پھر آسمان، عرش بلکہ ہر جگہ کو قدیم ماننا لازم آئے گا یا پھر یہ ذِہن بنانا پڑے گا کہ پہلے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک تھا بعد میں جُوں جُوں وہ عَزَّوَجَلَّ چیزیں بناتا گیا اُن میں "رہتا" چلا گیا۔جب "اوپر" وُجود میں آیا تو اوپر آگیا، جب "نیچے" کی تخلیق ہوئی تو نیچے اُتر آیا، "عرش" بنایا تو عرش پر پہنچ گیا اور جب "جگہیں" پیدا کیں تو ہر جگہ تشریف لا کر رہنے لگا۔وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ۔اللّٰہ کرے دل میں اُتر جائے مِری بات (اٰمین)

اُمّید ہے کہ مسئلہ سمجھ میں آگیا ہو گا۔ بہر حال شرعی حکم یہی ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو "اوپر" یا "آسمان پر رہتا ہے" یا "ہر جگہ ہے" کہنا کفرِ لُزومی ہے۔یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگر چِہ عُلمائے مُتَکَلِّمِین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِین کے نزدیک اسلام سے خارِج نہیں ہوتا تاہم فُقَہائے

کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام کے نزدیک اس پر حکمِ کفر ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۱۱۱۔۱۱۴)

دوسری دلیل: یہ ہے کہ ظرف مظروف سے بڑا ہوتا ہے مثلاً ہم کمرے میں رہتے ہیں تو ہم مظروف اور کمرہ ظرف ہے اور کمرہ ہم سے بڑا ہوتا ہے پس اگر اللہ عزوجل کے لئے مکان ثابت کریں تو مکان کا اللہ عزوجل سے بڑا ہونا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے کیونکہ اللہ عزوجل ہر چیز سے بڑا ہے جیسے کہ پانچوں نمازوں کی اذانوں میں مؤذن اللّٰہُ اکبر۔اللہ اکبر کہتا ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔

سوال: اللّٰہُ اکبر کا معنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ آپ نے کہاں سے لیا ہے حالانکہ اس کا سادہ سادہ ترجمہ اللہ بڑا ہے۔ ہوتا ہے پھر آپ نے یہ زیادتی کیسے کی؟

جواب: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی اصل عبارت اللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ہے جس کا ترجمہ ہے اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس کو مختصر کر دیا گیا اور اللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ کی جگہ اللّٰہُ اکبر کہا جانے لگا۔ مزید تسلی و تشفی کے لئے علمائے اہلِ سنت سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل وہ آپ کی ضرور رہنمائی فرمائیں گے۔

(11) اللہ کے نہ سونے کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ اونگھ اور سونے سے پاک ہے جیسا کہ قرآنِ عظیم میں ہے:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ ۔ (پ۳ البقرۃ ۲۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

پہلی حکمت: صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی آیۃ الکرسی کے اس ٹکڑے کے تحت لکھتے ہیں: کیونکہ اونگھنا اور نیند کرنا نقص ہے اور اللہ عزوجل ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ (خزائن العرفان)

دوسری حکمت: صاحبِ روح البیان علامہ اسمعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ منزہ ہے ان عوارض سے جو اس کی مخلوق کو عارض ہوتے ہیں یعنی وہ سہو اور غفلت اور ملال وفترت (سستی) سے پاک ہے اور وہ جن اشیاء کی حفاظت پر قائم ہے وہ سستی کی وجہ سے نہ کمزور ہے اور نہ ہی اسے تھکاوٹ کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اور ایسے عوارض پر وہ تھکان اتارنے اور استراحت پر نہ مجبور ہوتا ہے نہ تھکاوٹ کو نیند اور اونگھ سے دور کرتا ہے اس لئے کہ نیند موت کی مانند ہے اور موت حیات کی نقیض ہے۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

عقیدہ: اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کو موصوف بصفاتِ الکمال ماننا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو ہر نقصان کی صفات سے منزہ ماننا لازم ہے۔

تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے خواب کی حالت میں ملائکہ سے پوچھا کہ کیا ہمارا رب سوتا بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ علیہ السلام کو جگاؤ، ایسے ہی تین بار فرمایا پھر فرمایا اسے مت سونے دو۔ جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانی کی بھری ہوئی دو بوتلیں دونوں ہاتھوں میں تھامئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان بوتلوں کو ہاتھ میں لے لیا تو آپ علیہ السلام کو نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں سے دونوں بوتلیں گر کر ٹوٹ گئیں اور آپ علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی

بھیجی کہ میں نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمینوں کو تھاما ہوا ہے اگر مجھے نیند آجائے تو پھر تیری بوتلوں کی طرح تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

حدیث شریف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل نیند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ نیند کرے۔

شرح حدیث: حضرتِ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نیند کا وقوع محال ہے اس لئے کہ نیند ایک عجز ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

(12) اللہ کا مخلوق ہونا محال ہے کی حکمت

مخلوق عربی زبان کا لفظ ہے جو خَلَقَ یَخْلُقُ سے بنا ہے بمعنی پیدا کیا ہوا بنایا ہوا، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا جیسا کہ سورۃ الاخلاص میں ہے وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا بلکہ اللہ پاک ہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۶ میں ارشاد ہوا:

اِنَّ فِی اخْتِلٰفِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے۔

لہٰذا اللہ عزوجل خالق ہوا مخلوق نہیں۔

اور دوسری بات یہ کہ مخلوق کسی نہ کسی کی محتاج ہوتی ہے جبکہ اللہ عزوجل کسی کا محتاج نہیں جیسے کہ سورۃ الاخلاص میں ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی اللہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

(13)اللہ کا جھوٹ سے پاک ہونے کی حکمتیں

اللہ تعالی تمام عیوب ونواقص سے پاک اور تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے،اور جھوٹ بولنا ایک عیب ہے توکیونکر اللہ تعالی اس سے پاک نہ ہو چنانچہ اس ضمن میں اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں:

مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا اور ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ پاک کے لئے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندہی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اسکے رب کی امان، ادنٰی سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارانہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے عزت و جلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزر قطعا محال بالذات ہے، جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر لوث و آلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے: الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال۔ یعنی جُھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وُہ بالاتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔ (شرح المقاصد المبحث االسادس فی انہ تعالٰی متکلم دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴)

نیز صاحبِ شرح مقاصد جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں: طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث و الصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ و الا یصح علیہ الجھل ولا الکذب ولا النقص ۔ یعنی اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث ونو پیدا ہے، اور اس کا

بنانے والا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

(شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۰)

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جُھوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جُھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اس کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہر الو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جُھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذاللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملّت کسی کا اصلاّ پتا نہیں لگا رہتا، جزا و سزا و جنت و نارہ حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا، تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ الظَّالِمُوْنَ عُلُوّاً كَبِيْراً۔ اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔

علاّمہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں: الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد و بطلان ماعلیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی نار فمع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ ، فجواز عدم وقوع مضمون ھٰذا الخبر محتمل ولما کان ھٰذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب جی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعاً۔

ترجمہ: اخبارِالٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چناچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاباطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبارِ الٰہیہ میں امکان کذب کا قول قطعاباطل ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۵ص ۴۵۲۔۴۵۴)(شرح المقاصد المحث الثانی عشر دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۸)

المختصر، اللہ تعالٰی جھوٹ سے پاک ہے اللہ تعالٰی کی طرف جھوٹ بولنے کی نسبت قطعی کفر ہے اور یہ کہنا کہ "جھوٹ بول سکتا ہے" یہ بھی کفر ہے۔ تفصیل کیلئے فتاوی رضویہ کی 15ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی کتاب "سُبْحٰنُ السُّبُوْحِ عَنْ كِذْبِ عَيْبٍ مَقْبُوْحٍ" (جھوٹ جیسے بدترین عیب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاک ہونے کا بیان) اور "دَامَانِ بَاغِ سُبْحٰنُ السُّبُوْح" (رسالہ سُبْحٰنُ السُّبُّوح کے باغ کا دامن) کا مطالعہ فرمائیں۔

(14)اللہ میاں اور سخی نہ کہنے کی حکمت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا ممنوع ہے۔ اللہ پاک، اللہ تعالٰی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراللہ تبارَکَ وَ تعالٰی وغیرہ بولنا چاہیئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:"(اللہ تعالٰی کے لئے) مِیاں کا اِطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنٰی رکھتا ہے، ان میں دو2 ربُّ العزّت کے لئے مُحال (یعنی نا ممکن) ہیں، مِیاں (یعنی) آقا اور شوہر اور مرد وعورت میں زِنا کا دلال، لِہٰذا اِطلاق مَمنوع۔" (فتاوٰی رضویہ ج14ص614)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی کہنے کے بارے میں میرے شیخِ طریقت، امیر اَہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' صفحہ ۱۳۰ پر فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی نہیں جوّاد کہنا چاہیے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن (فتاوی رضویہ جلد ۲۷، صفحہ نمبر ۱۶۵) میں فرماتے ہیں: اسمائے اِلٰهِيّه تَوقِیْفِیَه (یعنی قرآن وحدیث کی طرف سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ٹھہرائے ہوئے نام) ہیں، یہاں تک کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہ کا جواد ہونا اپنا ایمان ہے مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شریعت میں وارِد نہیں۔

مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مُحاوَرہ عَرَب میں عُموماً سخی اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ سخی کے مقابِل بَخیل ہے (اور بَخیل وہ ہے) جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے۔ جواد کا مقابِل مُمسِک ہے (اور مُمسِک وہ ہے) جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام دُنیوی واخروی نعمتیں دُنیا کے لئے ہیں اُس (کی اپنی ذات) کے لئے نہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ۱/۲۲۱)

(15) انبیائے کرام کو بھیجنے کی حکمت

سوال: انبیائے کرام کو بھیجنے کی کیا حکمت ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ انبیاء کے بغیر لوگوں کو ہدایت نہیں دے سکتا؟

جواب: جب کمزور چیز طاقت ور سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں واسطے کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ کمزور چیز فنا ہو جائے گی جیسے کہ آٹے کی روٹی آگ سے پکائی جاتی ہے، اب اگر

آٹے کو آگ میں ڈال دو تو آٹا جل کر راکھ ہو جائے گا اگر جلنے سے بچانا ہے اور صحیح و سالم روٹی حاصل کرنی ہے تو روٹی اور آگ کے درمیان توے کا واسطہ لانا ضروری ہے۔ اسی طرح سورج کو دیکھنا ہے تو ٹھنڈے شیشے کا واسطہ لازم ہے۔ اب اسی قاعدے کو پیشِ نظر رکھ کر اس سوال کا جواب سنئے: خالق (یعنی اللہ تعالی) قوی اور قادر ہے اور مخلوق (یعنی ہم تم انسان) کمزور، اب اگر انسان خالق کا فیض بغیر واسطے کے حاصل کرنا چاہے گا تو اس کا وہی حال ہو گا جو آٹے کا آگ میں ڈالنے کے بعد ہوا تھا، لہذا درمیان میں ایسے واسطے کا ہونا ضروری ہے جو خالق سے فیض لے کر مخلوق تک پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو، اور اسی واسطے کا نام نبی اور رسول ہے۔ (اسرار الاحکام ص ٦)

سوال: تب تو رب تعالی مجبور ہوا کہ اپنے بندوں کو بغیر انبیاء کے احکام نہ پہنچا سکا؟

جواب: اس سے رب تعالی کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا وہ توفیض دینے پر قادر ہے بلکہ ہمارا مجبور ہونا لازم آتا ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ بغیر واسطے کے رب تعالی کا فیض نہیں لے سکتے، روٹی کمزور ہے نہ کہ آگ، ہماری آنکھیں کمزور ہیں نہ کہ آفتاب، اسی طرح ہم مجبور ہیں نہ کہ رب تعالی۔ (اسرار الاحکام ص ٧)

(16) جنات اور عورت کے نبی نہ ہونے کی حکمت

سوال: جنات اور عورت نبی کیوں نہیں ہوتے؟

جواب: نبی اللہ کا پیغمبر ہوتا ہے اور اللہ اپنے پیغمبروں کو افضل المخلوقات اور اصل المخلوقات کی جانب بھیجتا ہے، جبکہ جنات افضل و اصل نہیں بلکہ انسان افضل المخلوقات ہے پس اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کو انسانوں کی جانب بھیجا اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوقات فرع کی حیثیت رکھتی ہیں لہذا وہ انسان کے تابع ہوں گی۔

اور رہی یہ بات کہ عورت نبیہ کیوں نہیں ہوتی تو اس کی حکمت یہ ہے کہ نبی آتا ہے بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کے لئے،اسی لئے نبی کا ہر ہر عمل امّت کے لئے مشعلِ راہ ہوتا ہے اور اس کے لئے لوگوں کے سامنے رہنا ضروری ہے جبکہ عورت کو پردے کا حکم ہے لہذا اگر عورت نبیہ ہوتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہو پاتا۔

(17)لوحِ محفوظ میں لکھنے کی حکمت

سوال:اللہ تعالی نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

جواب: قلم نے لوح محفوظ پر بحکم الٰہی واقعاتِ عالم ازل سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ لکھ دیا۔خیال رہے کہ یہ تحریر اس لئے نہ تھی کہ ربّ کو بُھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے بعض بندے سارے واقعاتِ عالم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی،لوحِ محفوظ کو قرآن کریم نے کتاب مبین فرمایایعنی ظاہر کرنے والی کتاب،اگرلوح محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔(مراۃ جلد ا ص ۱۰۷)

(18)قیامت کاوقت چھپائے جانے کی حکمت

اس وقت کو مخفی اس لیے رکھا گیا ہے کہ آزمائش کا مدّعا پورا ہو سکے اور جب یہ ساعتِ مُنتَظَرَہ یعنی گھڑی جس کا انتظار تھا) آئے تو ہر شخص کو جس نے دنیا میں جیسی سعی کی ہے اس کا اُسے ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جاسکے۔

فیصلہ کی گھڑی کو دور سمجھ لینا انسان کی سب سے بڑی بھول ہے کیونکہ انسان کی ہر سانس آخری سانس ہو سکتی ہے آخرت پر یقین رکھنے اور نہ رکھنے والوں کا نفسیاتی تجزیہ خدا نے اس طرح

پیش کیا ہے:

وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیۡبٌ ﴿۱۷﴾ یَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۸﴾ (پ۲۵،الشوریٰ: ۱۸۔۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو، اس کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے، سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں۔

(19) عقیدۂ آخرت کی حکمتیں

اگر آخرت کا یہ اعتقاد دلوں سے نکل جائے تو مذہب کی پابندی کا سوال ہی بے معنی ہو کر رہ جائے، آخر کوئی آدمی کیوں رمضان کے مہینے میں سارا دن اپنے آپ کو بھوکا پیاسا رکھے، ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں کیوں کوئی اپنے گرم لحاف سے نکل کر مسجد کی طرف جائے، اپنے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت کیوں کوئی زکوۃ کے نام پر غریبوں میں لٹائے، خواہشِ نفس اور قدرت و اختیار کے باوجود کیوں کوئی ایسی بہت ساری چیزوں سے منہ موڑے جسے مذہب نے ممنوع قرار دیا ہے؟ یہ ساری مشقتیں اور تکلیفیں صرف اسی لیے تو گوارا کرلی جاتی ہیں کہ ان کے پیچھے یا تو عذاب کا خطرہ لاحق ہے یا پھر دائمی آسائش وراحت کا تصوُّر مذہب کی ہدایات پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔

عقیدۂ آخرت کے یہ دو محرکات ہیں جو دل کے ارادوں پر حکومت کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں اسی عقیدے کا نام اِیمان بِالغَیب ہے یعنی اپنی آنکھ سے دیکھے اور اپنے کان سے سنے بغیر ان حقائق کا اپنے مشاہدہ سے بھی بڑھ کر یقین کیا جائے جن کی خبر رسولِ اعظم صلی اللہ تعالی علیہ و

الہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔

آدمی اپنی سرِشت کے اعتبار سے چونکہ مشاہدات پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اس لیے بہت سے لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مرنے کے بعد جب ہم بالکل سڑ گل جائیں گے اور جب ہمارا جسم مٹی کا غبار بن کر ہر طرف بکھر جائے گا تو ان حالات میں ہم دوبارہ کیونکر زندہ کیے جاسکیں گے ؟ عقیدۂ آخرت کے سوال پر اِلْحاد و تَشْکِیْك کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہم شدّت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسے عقلی دلائل سے اتنا مُسَلَّم کر دیا جائے کہ عقلِ غلط اَندیش بھی سر جھکالے اور یہ الزام بھی رَفع ہو جائے کہ اندھی تقلید کے علاوہ عقیدۂ آخرت کی کوئی عقلی بنیاد نہیں ہے۔(عقیدۂ آخرت ص ۲۸۔۳۰)

(20)وضو میں اعضائے اربعہ کو خاص کرنے کی حکمت

وضو میں اعضائے اربعہ (یعنی چہرہ، کہنی سمیت دونوں ہاتھ، سر اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں) کو اس لئے خاص کیا گیا کہ اللہ تعالی نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو جنت میں ممنوعہ درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا مگر اس منع کے باوجود حضرتِ آدم علیہ السلام نے اسے کھالیا، اس کھانے میں آپ علیہ السلام کے چار اعضاء کی شمولیت تھی:

(۱)۔۔۔دونوں پاؤں کہ آپ علیہ السلام ان کے ذریعے چل کر اس درخت کے پاس گئے۔

(۲)۔۔۔دونوں ہاتھ کہ آپ علیہ السلام نے ان کے ذریعے اس کو پکڑا۔

(۳)۔۔۔چہرہ کہ آپ علیہ السلام چہرے کے ذریعے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

(۴)۔۔۔جب آپ علیہ السلام نے جانا کہ مجھ سے تو لغزش ہو گئی کہ اللہ تعالی نے اس کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا لہٰذا آپ علیہ السلام غم زدہ ہو گئے اور اسی غم کی حالت میں آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا۔

پس اللہ تعالی نے ان چاروں اعضاء کو وضو میں دھلنا متعین کر دیا تاکہ ان سے وہ لغزش زائل ہو جائے جو ان سے ہوئی تھی۔(البنایہ شرح الہدایہ جلد۔۱۔ص ۱۴۲)

اعتراض: تب تو مناسب تھا کہ کلی کرنے کو بھی فرض قرار دیا جائے کیونکہ منہ کے ذریعے ہی کھایا گیا ہے۔

جوابِ اوّل: وضو میں کلی کرنا فرض قرار نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو کھانے کی ممانعت نہ تھی بلکہ قریب جانے کی ممانعت تھی جیسا کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔

ترجمۂ کنز الایمان: مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا۔(پ۱البقرۃ۳۵)

پس منہ سے قربت نہ پائی گئی بخلاف اعضائے مذکورہ کے۔

جوابِ ثانی: کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کا دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ منہ کا فعل قربت کے فعل کے بعد ہوا ہے۔

جوابِ ثالث: کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کو دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ بدن کی پاکی سے منہ کی پاکی بھی حاصل ہو جاتی ہے، نیز منہ کو پاک کرنے والی چیز کلمۂ طیبہ ہے اور اسی وجہ سے سارے اعضاء کی طہارت منہ اور زبان سے ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب تک کوئی

کافر کلمۂ طیبہ نہ پڑھے اس وقت تک اس کو نجس سے موسوم کیا جاتا ہے اور جیسا کہ فرمانِ ربُّ العباد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! مشرک نِرے ناپاک ہیں۔(پ۱۰التوبۃ:۲۸)

اور جیسے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کا سارا بدن پاک ہو جاتا ہے۔

(21) وضو میں ہاتھ دھونے کی حکمت

وُضُو میں سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اِس کی حکمتیں مُلاحَظہ ہوں: مختلِف چیزوں میں ہاتھ ڈالتے رہنے سے ہاتھوں میں مختلف کیمیاوی اَجزاء اور جراثیم لگ جاتے ہیں اگر سارادن نہ دھوئے جائیں تو جلد ہی ہاتھ ان جِلدی اَمراض میں مُبتَلا ہو سکتے ہیں: **(۱)**۔۔۔ہاتھوں کے گرمی دانے۔ **(۲)**۔۔۔ جِلدی سوزِش یعنی کھال کی سُوجَن۔ **(۳)**۔۔۔ ایگزیما۔ **(۴)**۔۔۔**پھپھوندی** (یعنی وہ جراثیم جو کسی چیز پر کائی کی طرح جم جاتے ہیں) کی بیماریاں۔ **(۵)**۔۔۔جِلد کی رنگت تبدیل ہو جانا وغیرہ۔ جب ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو اُنگلیوں کے پَوروں سے شُعائیں (Rays) نکل کر ایک ایسا حلقہ بناتی ہیں جس سے ہمارا اندرونی بَرقی نظام متحرک ہو جاتا ہے اور ایک حد تک برقی رَو ہمارے ہاتھوں میں سِمَٹ آتی ہے جس سے ہمارے ہاتھوں میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے۔(وضو اور سائنس ص۱۰)

(22) گردن کے مسح کی حکمت

ایک صاحِب کا بیان ہے: میں نے بیلجئم میں یونیورسٹی کے ایک غیر مسلم Student (طالبِ علم) کو اِسلام کی دعوت دی۔ اُس نے سُوال کیا، وُضُو میں کیا کیا سائِنسی

حِکمتیں ہیں ؟ میں لاجواب ہو گیا۔ اُس کو ایک عالم کے پاس لے گیا لیکن اُن کو بھی اِس کی معلومات نہ تھی۔ یہاں تک کہ سائِنسی معلومات رکھنے والے ایک شخص نے اُس کو وُضو کی کافی خوبیاں بتائیں مگر گردن کے مَسْح کی حکمت بتانے سے وہ بھی قاصِر رہا۔ وہ غیر مسلم نوجوان چلا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد آیا اور کہنے لگا: ہمارے پروفیسر نے دَورانِ لیکچر بتایا: **"اگر گردن کی پُشْت اور اَطراف پر روزانہ پانی کے چند قطرے لگا دیئے جائیں تو رِیڑھ کی ہڈّی اور حرام مَغْز کی خرابی سے پیدا ہونے والے اَمراض سے تَحَفُّظ حاصِل ہو جاتا ہے۔"** یہ سن کر وُضو میں گردن کے مَسْح کی حکمت میری سمجھ میں آ گئی لہٰذا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور وہ مسلمان ہو گیا۔

(وضو اور سائنس ص ۱۔۲)

(23) وضو میں منہ دھونے کی حکمت

مغرِبی ممالِک میں مایوسی یعنی (Depression) کا مَرَض ترقّی پر ہے، دِماغ فَیل ہو رہے ہیں، پاگل خانوں کی تعداد میں اِضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ نفسیاتی اَمراض کے ماہِرین کے یہاں مریضوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ مغرِبی جرمنی کے ڈِپلومہ ہَولڈر ایک پاکستانی فِزیو تھراپِسٹ کا کہنا ہے: مغرِبی جرمنی میں ایک سَیمینار ہوا جس کا موضُوع تھا "مایوسی (Depression) کا علاج اَدوِیات کے علاوہ اور کن کن طریقوں سے ممکن ہے۔" ایک ڈاکٹر نے اپنے مَقالے میں یہ حیرت اَنگیز انکِشاف کیا کہ میں نے ڈِپریشن کے چند مریضوں کے روزانہ پانچ بار مُنہ دُھلائے کچھ عرصے بعد ان کی بیماری کم ہو گئی۔ پھر ایسے ہی مریضوں کے دوسرے گروپ کے روزانہ پانچ بار ہاتھ، منہ اور پاؤں دھلوائے تو مرض میں بَہُت اِفاقہ ہو گیا (یعنی کمی آ گئی)۔ یہی ڈاکٹر اپنے مَقالے کے آخِر میں اِعتِراف کرتا ہے: **مسلمانوں میں مایوسی کا مَرَض کم پایا جاتا ہے کیوں کہ وہ**

دن میں کئی مرتبہ ہاتھ، منہ اور پاؤں دھوتے (یعنی وُضو کرتے) ہیں۔(وضو اور سائنس ص ۲۔۳)

(24)ترتیبِ وضو کی حکمت

وُضو میں جو ترتیب وار اَعضاء دھوئے جاتے ہیں یہ بھی حِکمت سے خالی نہیں۔ پہلے ہاتھ پانی میں ڈالنے سے جسم کا اَعصابی نِظام مُطّلع ہو جاتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ چِہرے اور دِماغ کی رگوں کی طرف اِس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ وُضو میں پہلے ہاتھ دھونے پھر کُلّی کرنے پھر ناک میں پانی ڈالنے پھر چہرہ اور دیگر اَعضاء دھونے کی ترتیب **فالج** کی روک تھام کیلئے مفید ہے۔ اگر چہرہ دھونے اور مَسح کرنے سے آغاز کیا جائے تو بدن کئی بیماریوں میں مُبتلا ہو سکتا ہے!

(وضو اور سائنس ص ۳۔۴)

(25)مسواک کی حکمت

وُضو میں مُتَعدَّد سُنَّتیں ہیں اور ہر سنّت مَخزنِ حکمت ہے۔ مِسواک ہی کو لے لیجئے! بچّہ بچّہ جانتا ہے کہ وُضو میں مِسواک کرنا سنّت ہے اور اِس سنّت کی بَرَکتوں کا کیا کہنا! ایک بیوپاری کا کہنا ہے: سوئیزر لینڈ میں ایک نو مسلم سے میری ملاقات ہوئی، اس کو میں نے تحفۃً مِسواک پیش کی، اُس نے خوش ہو کر اسے لیا اور چوم کر آنکھوں سے لگایا اور ایک دم اُس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، اُس نے جیب سے ایک رومال نکالا اس کی تہ کھولی تو اس میں سے تقریباً دو اِنچ کا چھوٹا سا **مِسواک** کا ٹکڑا بر آمد ہوا۔ کہنے لگا میری اِسلام آوَری کے وَقت مسلمانوں نے مجھے یہ تُحفہ دیا تھا۔ میں بَہُت سنبھال سنبھال کر اِس کو اِستعمال کر رہا تھا یہ خَتْم ہونے کو تھا لِہٰذا مجھے تشویش تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کرم فرمایا اور آپ نے مجھے مِسواک عنایت فرما دی۔ پھر اُس نے بتایا کہ ایک عرصے سے میں دانتوں اور مَسُوڑھوں کی تکلیف سے دوچار تھا۔ ہمارے یہاں کے ڈینٹسٹ سے ان کا علاج بن نہیں پڑ رہا تھا۔ میں نے اس **مِسواک** کا اِستِعمال شروع کیا تھوڑے

ہی دِنوں میں مجھے اِفاقہ (فائدہ) ہوگیا۔ میں ڈاکٹر کے پاس گیا تو وہ حیران رہ گیا اور پوچھنے لگا، میری دوا سے اِتنی جلدی تمہارا مَرَض دُور نہیں ہو سکتا، سوچو کوئی اور وجہ ہوگی۔ میں نے جب ذِہن پر زور دیا تو خیال آیا کہ میں مسلمان ہوچکا ہوں اور یہ ساری بَرَکت **مِسواک** ہی کی ہے۔ جب میں نے ڈاکٹر کو **مِسواک** دکھائی تو وہ حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا۔ (وضواور سائنس ص ۴-۵)

(26) ناک میں پانی ڈالنے کی حِکمتیں

پھیپھڑوں کو ایسی ہوا درکار ہوتی ہے جو جراثیم، دُھوئیں اور گرد و غُبار سے پاک ہو اور اس میں 80 فیصد رَطُوبت (یعنی تَری) ہو ایسی ہوا فراہم کرنے کیلئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ناک کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہوا کو مَرطُوب یعنی نَم بنانے کیلئے ناک روزانہ تقریباً چوتھائی گیلن نَمی پیدا کرتی ہے۔ صَفائی اور دیگر سخت کام نَتھنوں کے بال سر اَنجام دیتے ہیں۔ ناک کے اندر ایک خردبینی (Microscopic) جھاڑو ہے۔ اِس جھاڑو میں غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والے رُوئیں ہوتے ہیں جو ہوا کے ذَرِیعے داخِل ہونے والے جراثیم کو ہَلاک کر دیتے ہیں۔ نیز ان غیر مَرئی رُوؤں کے ذِمّے ایک اور دِفاعی نظام بھی ہے جسے اِنگریزی میں lysozyme (لیسوزائم) کہتے ہیں، ناک اِس کے ذَرِیعے سے آنکھوں کو Infection (یعنی جراثیم) سے محفوظ رکھتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! وُضُو کرنے والا ناک میں پانی چڑھاتا ہے جس سے جسم کے اس اَہَم ترین آلے ناک کی صفائی ہو جاتی ہے اور پانی کے اندر کام کرنے والی بَرقی رَو سے ناک کے اندرُونی غیر مَرئی رُوؤں کی کارکرَدگی کو تقویت ملتی ہے اور مسلمان وُضُو کی بَرَکت سے ناک کے بیشُمار پیچیدہ اَمراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ **دائمی نَزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کیلئے ناک کا غُسل** (یعنی وُضُو کی طرح ناک میں پانی چڑھانا) **بے حد مفید ہے۔**

(وضو اور سائنس ص ۱۱۔۱۲)

(27) چہرہ دھونے کی حکمت

آنکھوں کی ایک بیماری ہے جس میں اس کی رُطوبتِ اَصلیّہ یعنی اصلی تری کم یا ختم ہو جاتی اور مریض آہستہ آہستہ **اندھا** ہو جاتا ہے۔ طِبّی اُصول کے مُطابِق اگر بَھنووں کو وقتاً فوقتاً تر کیا جاتا رہے تو اِس خوفناک مَرَض سے تحفُّظ حاصِل ہو سکتا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! وُضو کرنے والا منہ دھوتا ہے اور اِس طرح اس کی بَھنویں تر ہوتی رہتی ہیں۔ عاشقانِ رسول کی داڑھی بھی وضو میں دُھلتی ہے اور اس میں بھی خوب حکمتیں ہیں، ڈاکٹر پروفیسر جارج اَیل کہتا ہے: "منہ دھونے سے داڑھی میں اُلجھے ہوئے جراثیم بہ جاتے ہیں، جڑ تک پانی پہنچنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں، داڑھی کے خلال سے جُوؤں کا خطرہ دُور ہوتا ہے، **داڑھی میں پانی کی تری کے ٹھہراؤ سے گردن کے پٹھّوں، تھائی رائیڈ گلینڈ اور گلے کے اَمراض سے حِفاظت ہوتی ہے۔**" (وضو اور سائنس ص ۱۲)

(28) کُہنیاں دھونے کی حکمتیں

کُہنی پر تین بڑی رَگیں ہیں جن کا تعلُّق دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصّہ عُموماً ڈھکا رہتا ہے اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو مُتعدِّد دِماغی اور اَعصابی اَمراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ **وُضو میں کُہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دِماغ کو تقویت پہنچتی ہے** اور اس طرح اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہ ان کے اَمراض سے محفوظ رہیں گے۔ مزید یہ کہ کُہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے سینے کے اندر ذخیرہ شُدہ رَوشنیوں سے براہِ راست اِنسان کا تعلُّق قائم ہو جاتا ہے اور روشنیوں کا ہُجُوم ایک بہاؤ کی شکل اِختیار کر لیتا ہے، اس عمل سے ہاتھوں کے عَضَلات یعنی کل پُرزے مزید طاقتور ہو جاتے ہیں۔ (وضو اور سائنس ص ۱۴)

(29)پاؤں دھونے کی حِکمتیں

پاؤں سب سے زیادہ دُھول آلود ہوتے ہیں۔پہلے پہل Infection(یعنی جراثیم) پاؤں کی اُنگلیوں کے درمیانی حصّے سے شُروع ہوتا ہے۔وُضُو میں پاؤں دھونے سے گردوغُبار اور جَراثیم بہ جاتے ہیں اور بچے کُھچے جراثیم پاؤں کی اُنگلیوں کے خِلال سے نکل جاتے ہیں۔ **لہٰذا وُضُو میں سنّت کے مطابِق پاؤں دھونے سے نیند کی کمی، دِماغی خشکی، گھبراہٹ اور مایوسی(Depression) جیسے پریشان کُن اَمراض دُور ہوتے ہیں۔**(وضواور سائنس ص ١٦)

(30)نماز کا بعد ایمان اعظمِ فرائض ہونے کی حکمتیں

بعدِ ایمان نماز تمام فرائض سے اعظم وافضل واکرم ہے جیسے کہ حدیثِ پاک میں ایمان کے بعد تمام فرائض میں سے سب سے پہلے نماز کا ذکر کیا گیا ہے پس نماز کے تمام فرائض سے افضل ہونے کی کئی حکمتیں ہیں مثلاً:

پہلی حکمت: اس لئے کہ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوۃ مالی عبادت ہے اور بدن مال سے افضل ہے لہٰذا نماز بھی زکوۃ سے افضل ہوئی۔

دوسری حکمت: اسلام میں فرائض میں سے سب سے پہلے نماز ہی فرض ہوئی اور پھر اس کے بعد زکوۃ،روزہ وحج وغیرہ دیگر چیزیں فرض ہوئیں۔اس بناء پر نماز سب سے افضل ہے۔

تیسری حکمت: رب تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عرش پر بلا کر نماز عطافرمائی اور زکوۃ وغیرہ باقی فرائض کو زمین پر ہی بھیج دئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے فرائض میں نماز افضل ہے۔

چوتھی حکمت: نماز دن بھر میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے جبکہ زکوۃ و روزہ سال کے بعد اور حج عمر میں ایک مرتبہ ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے نماز دیگر فرائض سے افضل ہوئی۔

پانچویں حکمت: نماز ہر غریب و امیر، مسافر و مقیم مسلمان پر فرض ہے مگر زکوۃ و حج غریب پر فرض نہیں اور روزہ رکھنا مسافر پر فرض نہیں کیونکہ مسافر روزہ قضا کر سکتا ہے پس اس لحاظ سے نماز افضل الفرائض ہوئی۔

چھٹی حکمت: نماز حضرتِ آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک تقریباً ہر پیغمبر نے کسی قدر فرق کے ساتھ پڑھی ہے لیکن زکوۃ و روزہ وحج وغیرہ کا یہ حال نہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۱۱۴)

(31) نماز کو صلاۃ کہنے کی حکمتیں

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ نماز کو صلاۃ کہنے کی چند حکمتیں ہیں:۔

پہلی حکمت: صَلوٰۃ صَلْیٌ سے بنا ہے بمعنی گوشت بھونتا، آگ پر پکانا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ"۔ نیز آگ سے لکڑی سیدھی کرنے کو تصلیہ کہا جاتا ہے، چونکہ نماز اپنے نمازی کے نفس کو مجاہدہ و مشقت کی آگ پر جلاتی ہے، نیز اسے سیدھا کرتی ہے اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد۔۱۔ ص ۵۲۹)

دوسری حکمت: صلوٰۃ کے معنیٰ دعائے رحمت، انزالِ رحمت، استغفار، سرین ہلانا ہیں۔ چونکہ یہ سب چیزیں نماز میں ہوتی ہیں اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح جلد۔۱۔ ص ۵۲۹)

تیسری حکمت: صَلیٰ کا ایک معنی لازم پکڑنا ہے جیسے کہ قرآنِ پاک میں تَصْلٰی نَارًا حَامِيَةً ہے چونکہ نماز بھی مسلمان کے واسطے لازم رہتی ہے اس لئے نماز کو صلوۃ کہتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد ۔۱۔ ص ۱۱۵)

چوتھی حکمت: قرآنِ پاک میں لفظِ صلوۃ پانچ معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۱)۔۔۔دعا کے لئے جیسے:

وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۳﴾ (پ۔۱۱۔التوبۃ۔۱۰۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللّٰہ سنتا جانتا ہے۔

(۲)۔۔۔تعریف کے لئے جیسے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓـئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللّٰہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پ۔۲۲۔الاحزاب۔۵۶)

(۳)۔۔۔قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے جیسے:

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو۔ (پ۔۱۵۔بنی اسرائیل۔۱۱۰)

(۴)۔۔۔درود یعنی رحمت کے لئے جیسے:

اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ (پ۔۲۔البقرۃ۔۱۵۷)

ترجمہ کنزالایمان: یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

(۵)۔۔۔ نماز کے لئے جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ پس نماز کو صلوۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پہلی چار چیزیں شامل ہیں کہ نماز میں رب عزوجل سے دعا بھی ہے اس کی تعریف بھی، قرآنِ کریم کی تلاوت بھی اور اس کے پڑھنے والے پر رحمت بھی نازل ہوتی ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد ۔ا۔ ص ۱۱۵) (روح البیان جلد۔ا۔ص۸۰)

(32) نماز کے شبِ معراج فرض ہونے کی حکمت

شبِ معراج نماز کو فرض کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے صاحبِ تفسیرِ روح البیان لکھتے ہیں چونکہ شبِ معراج افضل الاوقات اور اشرف الحالات اور اعزالمناجات ہے اور نماز بھی بعد از ایمان افضل الطاعات اور ادائیگی کے لحاظ سے احسن الھیئات ہے پس افضل عبادت کو اس افضل وقت (کہ جس میں بندۂ خاص محمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے رب کا وصال اور اس کا قرب حاصل ہوا) میں فرض کیا گیا۔(تفسیر روح البیان جلد۔ا۔ص۸۴۔۸۵)

(33) نماز کے افضل العبادات ہونے کی حکمتیں

نماز کے افضل العبادات ہونے کی چند حکمتیں ہیں:۔

پہلی حکمت: نماز تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ ہے کیونکہ ملائکہ مقربین میں سے بعض وہ ہیں جو صرف رکوع ہی کر رہے ہیں بعض صرف سجدہ، بعض قیام، بعض صرف تسبیح و تہلیل، لیکن رب تعالی نے ہماری نماز میں یہ سب چیزیں جمع فرما دیا۔پس جو اس کی پابندی کرے گا وہ درجہ میں تمام ملائکہ کے برابر یا ان سے افضل ہو گا۔

دوسری حکمت: نماز میں تمام مخلوقات کی عبادات جمع ہیں وہ اس طرح کہ درخت ہر وقت قیام میں ہیں اور چوپائے رکوع میں، سانپ بچھو وغیرہ ہر وقت سجدے میں، مینڈک وغیرہ ہر وقت قعدے میں، انسان چونکہ ان سب سے افضل ہے اس لئے چاہئے کہ اس کی عبادت ان سب کی عبادتوں کو شامل ہو۔

تیسری حکمت: نماز انسان کی ہر حالت درست کرتی ہے، برے کاموں سے بچاتی ہے کہ بڑے بڑے فاسق وفاجر لوگوں نے جب صدقِ دل سے نماز پڑھنی شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے گناہوں سے بچ گئے اور رب کے محبوبین میں داخل ہو گئے۔ جیسے کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۶۴۹ صفحات پر مشتمل کتاب حکایتیں اور نصیحتیں جو کہ مُبَلِّغِ اِسلَام، اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ-کی اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق کا اردو ترجمہ ہے اس کے صفحہ نمبر ۳۰۵تا ۳۰۶ میں ایک حکایت منقول ہے۔

چوتھی حکمت: نماز ہر مصیبت کا علاج ہے اسی لئے اسلام نے ہر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے مثلاً بارش نہ ہو تو نمازِ استسقاء پڑھو، سورج یا چاند کو گرہن لگے تو نمازِ کسوف پڑھو، کوئی حاجت درپیش ہو تو نمازِ حاجت پڑھو غرض کہ نماز ہر مصیبت میں کام آنے والی چیز ہے۔ (تفسیرِ نعیمی جلد-۱-ص ۱۱۶)

پانچوی حکمت: نماز صدہا بیماریوں کا علاج ہے اس وقت کے اطباء بھی کہتے ہیں کہ وضو کرنے والا آدمی دماغی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے، نمازی آدمی اکثر تلّی کی بیماری اور جنون وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے نیز پنج وقتہ نمازی کے اعضاء دھلتے رہتے ہیں، کپڑے پاک رہتے

ہیں، نمازی کا گھر بھی پاک رہتا ہے اس لئے وہ گندگی سے بچا رہتا ہے اور گندگی ہی بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔(تفسیرِ نعیمی جلد۔۱۔ص ۱۱۶)

(34)پانچ نمازیں فرض ہونے کی حکمتیں

اے عاشقانِ رسول! دشمنانِ اسلام کی جانب سے اکثر و بیشتر اس طرح کے اعتراض سننے میں آتے ہیں کہ اسلام میں پانچ وقت کی نماز کیوں فرض کی گئی؟ حالانکہ ہمارے مذہب میں دو وقت کی پوجا رکھی گئی ہے اور وہ بھی ضروری نہیں، جس کا جی چاہے کرے اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے۔ اور اس طرح ہمارے بعض بھولے بھالے مسلمان بھائی ان کی باتوں میں آکر وسوسوں کے شکار ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہ سوال گردش کرنے لگتا ہے کہ بات تو صحیح ہے دو وقت کی نماز ہوتی تو اچھا ہوتا، پانچ وقت کی نماز فرض کرکے ہم پر زیادتی کی گئی ہے معاذ اللہ عزوجل۔ لہذا ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی حکمت بتائی جائے تاکہ ان کے قلوب واذہان کو بذریعۂ قوی برہان سکون و اطمنان حاصل ہو۔ پس انہی باتوں کو مدِّ نظر رکھ کر اللہ عزوجل کی توفیق سے ان حکمتوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لہذا خوب توجہ کے ساتھ ان حکمتوں کو پڑھئے اور سمجھئے اللہ الکریم کی بارگاہِ عظیم میں دعا ہے کہ ہمیں نمازوں سے مَحبت و الفت عطا فرمائے اور پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

انسانی زندگی کی پانچ حالت

(۱)۔۔۔ولادت سے جوانی تک: یہ زمانہ انسان کی ترقی کا ہے۔

(۲)۔۔۔جوانی سے ادھیڑ عمر تک: یہ زمانہ انسان کے زوال کا ہے۔

(۳)۔۔۔ادھیڑ عمر سے بڑھاپے تک: یہ زمانہ انسان کی طاقت و قوت کی انتہاء کا ہے۔

(۴)۔۔۔موت کا زمانہ: یہ زمانہ انسان کا دنیا سے رخصتی کا ہے۔

(۵)۔۔۔موت کے بعد اس کے ذکر کا مٹ جانا: یہ زمانہ انسان کی انتہاء کا ہے۔

سورج کی پانچ حالت

(۱)۔۔۔طلوع آفتاب سے زوال سے پہلے تک کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کے عروج کا ہے۔یہ انسان کی ترقی کی جانب اشارہ ہے۔

(۲)۔۔۔زوال سے وقتِ عصر تک کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کی کمی کا ہے۔یہ انسان کے ادھیڑ عمر کی جانب اشارہ ہے۔

(۳)۔۔۔وقتِ عصر سے مغرب سے پہلے تک کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کی لاچاری و کمزوری کا ہے۔یہ انسان کے بڑھاپے کی جانب اشارہ ہے۔

(۴)۔۔۔وقتِ مغرب کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کے ختم ہونے کا ہے۔یہ انسان کی موت کی جانب اشارہ ہے۔

(۵)۔۔۔وقتِ عشاء کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کی تمام نشانیوں کے ختم ہونے کا ہے۔یہ انسان کی یاد کے ختم ہو جانے کی جانب اشارہ ہے۔

فجر: پس انسان نے جب سورج کو طلوع ہونے کے بعد درجہ بدرجہ ترقی کرتے اور اپنی منزل کی طرف عروج کرتے دیکھا تو خیال کیا کاش! میں بھی اس سورج کی طرح ترقی کرتا ،میں بھی اپنی منزلِ مقصود کی جانب بڑھتا۔انسان سورج کو دیکھ کر یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ رب نے انسان کو فجر کی نماز کا تحفہ دے کر گویا فرمایا کہ اے بندے تو سورج کو دیکھ کر اپنے اوپر افسوس نہ کر جہاں میں نے تجھ کو پیدا کیا وہیں تجھے ترقی کی راہ پر بھی گامزن کروں گا، جہاں اتنے

احسانات کئے وہیں یہ احسان بھی کروں گا، آمیری بارگاہ میں آ اور میرے حضور اپنی جبینِ نیاز جھکا کر نمازِ فجر ادا کر تجھے ترقی یافتہ کر دوں گا، سورج کی طرح چمکتا دمکتا کر دوں گا کہ جس طرح تو سورج کو دیکھ کر متعجب ہے اسی طرح تجھے دیکھ کر میری ساری کائنات متعجب ہوگی۔

ظہر: انسان مسلسل سورج کو دیکھے ہی جارہا تھا کہ اچانک ایک حادثہ پیش آیا اور وہ یہ کہ جس سورج کی روشنی نے ساری دنیا کو جگمگ جگمگ کر دیا تھا اس کو زوال لگ گیا، دیکھتے ہی دیکھتے عروج سے زوال پزیر ہونے لگا، کمی و نقصان کا شکار ہو کر رہ گیا، انسان اس پریشانی کے عالم میں ایک بار پھر محوِ خیال ہوا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا افسوس! کہیں ایسا معاملہ میرے ساتھ بھی نہ ہو کہ ترقی کے بعد زوال میرا مقدر بنے۔ انسان اس خیال میں یکسر محو تھا کہ اس کے پروردگار نے اسے ظہر کی نماز کی صورت میں علاجِ زوال عطا کر دیا گویا کہ ارشاد ہوا بندے تو سورج کے زوال کو دیکھ کر کیوں افسردہ ہے ترقی و زوال دینے والی ذات بے مثال میری ہے میں نے ہی سورج کو ترقی کی راہوں پر چلایا، میں نے ہی اسے زوال کی گھاٹیوں سے گزارا، اب اگر تو سورج کے زوال کی طرح ہر زوال سے بچنا چاہتا ہے تو میں تجھے ایک نسخۂ کیمیا عطا کرتا ہوں اس کی برکت سے تو ان تمام معاملات سے محفوظ رہے گا جن معاملات کے دائرے میں آکر سورج زوال پزیر ہوا، اور وہ ظہر کی نماز ہے، تجھے یہ نماز زوال کی اندھیری گھاٹیوں سے نکال کر راہِ مستقیم پر گامزن کر دے گی۔

عصر: سورج زوال کا شکار ہونے کے بعد رفتہ رفتہ لاچار و کمزور ہونے لگا، اس سے قبل کوئی اسے آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا مگر اب چھوٹا سا بچہ بھی اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ سکتا تھا، حضرتِ انسان کو سورج کی لاچاری و کمزوری دیکھ کر اسے اپنی لاچاری و کمزوری یاد آگئی جو

اسے آئندہ درپیش ہونے والی ہے، دل بھر آیا، غمزدہ غمزدہ سا معلوم ہونے لگا، حضرتِ انسان کی ان کیفیات کو صرف احساس کی حد تک ہی محسوس نہیں کیا جا سکتا تھا بلکہ سرسری نگاہ ڈالنے والے پر بھی روزِ روشن کی طرح عیاں تھا، انہیں لمحات میں اس کے پروردگار کی رحمت اس پر نچھاور ہونے لگی گویا ارشاد ہوا اے انسان! سورج کی لاچاری و کمزوری کو دیکھ کر تو غمزدہ ہے، افسردہ ہے، نہ نہ میری رحمت کو یہ گوارا نہیں کہ میں تجھے ایسے حالات میں تنہا چھوڑ دوں، بندے! آ میری بارگاہ میں نیاز مندانہ عصر کی نماز ادا کر میں تجھے لاچاری اور کمزوری سے بچا لوں گا۔

مغرب: انسان عصر کی نماز نیاز مندانہ طور پر ادا کر کے جونہی فارغ ہوا ایک مصیبت نے اسے پھر آ لیا، کیا دیکھتا ہے کہ سورج بڑی رفتاری کے ساتھ سمتِ مغرب ڈوبنے لگا اور وہ چند لمحوں کے بعد ڈوب ہی گیا، حضرتِ انسان کے دل پر ایک بجلی سی گری، ہائے یہ کیا ہو گیا؟ سورج اختتام پزیر ہو گیا، زمین و آسمان میں تاریکی چھا گئی، گویا کہ سورج موت کا شکار ہو گیا، انسان کے منہ سے ایک چیخ نکلی جو فضا کی پہنائیوں میں گم ہو کر رہ گئی، اور زبانِ حال سے کہنے لگا کیا میرا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا؟ کیا میں بھی موت کے آغوش میں سو جاؤں گا، کیا میری زندگی کا چراغ بھی بجھ جائے گا؟ اور اُس وقت میری بے بسی انتہا کو پہنچے گی جب مجھ کو روشنیوں سے جگمگاتی عارِضی خوشیوں سے مسکراتی دنیائے ناپائیدار کے فانی گھر سے نکال کر اندھیری قبر میں منتقل کرنے کیلئے کندھوں پر لاد کر سوئے قبرستان چل پڑیں گے؟

آواز آئی ہاں انسان یہ سب تیرے ساتھ بھی ہونے والا ہے، تو بھی ملکِ عدم کا مسافر بننے والا ہے، جس طرح سورج اختتام کو پہنچا ایسے ہی تیری زندگی اختتام کو پہنچ جائے گی۔ انسان نے جب یہ سنا تو اسے یاد آیا کہ میرا رب جس نے مجھے ترقی کی راہ دکھائی، مجھے زوال سے

بچایا،لاچاری اور کمزوری سے بچایا وہی آج مجھے اس مصیبت سے بھی بچائے گا،چنانچہ انسان نے دردمندانہ،عاجزانہ التجا اپنے رب کی بارگاہ میں کرنے لگا،مولی تیری ہی ذات وہ ذات ہے جو مجھے اس مصیبت سے بچا سکتی ہے،میرے مولی مجھے اس مصیبت سے بچا،حضرتِ انسان کی اس پکار پر ربِ کائنات کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا اور کہا بندے یقیناً وہ میں ہی ہوں جو تمام چیزوں کو زندگی اور موت دیتا ہوں،آ،ان حالات میں میری بارگاہِ عالی شان ولازوال میں آ،نمازِ مغرب ادا کر میں تجھے موت کی سختیوں اور قبر کی تاریکیوں سے مامون کر دوں گا۔

عشاء: انسان نمازِ مغرب پڑھ کر جب فارغ ہوا،اس کا خوف کچھ کم ہوا لیکن ایک غم نے اسے پھر گھیر لیا اور وہ یہ کہ جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہر چار سو اسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا،سورج کے آثار جو ابھی کچھ دیر پہلے نظر آرہے تھے وہ بلکل ختم ہو چکے ہیں،اب نہ سورج رہا اور نہ اس کے اثرات۔

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے
پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینہ نے پھسلن کر دی ہے اور دھر تک کھائی نالی ہے
ساتھی ساتھی کہہ کر پکارو ں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے
پھر پھر کر ہر جانب دیکھو ں کو ئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

حضرتِ انسان دل ہی دل میں گویا ہوا، کہ کیا میرے مرنے کے بعد میرے سارے اثرات ختم ہو جائیں گے؟ میری کوئی نشانی باقی نہیں رہے گی؟ میرے گھر والے، میرے احباب و رشتے دار سب بھول جائیں گے، کیا میرے بڑے بڑے کارناموں کو زمانہ فنا کا قلم چلا کر مٹاڈالے گا؟ ہائے! ہائے! وہ دنیا جسے سنوارنے کے لئے عمر بھر بھاگ دوڑ کی تھی، جس کی خاطر راتوں کی نیندیں اُڑائی تھیں، طرح طرح کے خطرے مول لیے تھے، حاسِدین کے رُکاوٹیں کھڑی کرنے کے باوجود بھی جان لڑا کر دنیا کا مال کماتے رہے تھے، خوب خوب دولت بڑھاتے رہے تھے، جس مکان کو مضبوط تعمیر کیا تھا پھر اُس کو طرح طرح کے فرنیچر سے آراستہ کیا تھا، وہ سبھی کچھ چھوڑ کر رخصت ہونا پڑ رہا ہو گا۔ آہ! قیمتی لباس کھونٹی پر ٹنگا رہ جائیگا، کار ہوئی تو گیرج میں کھڑی رہ جائے گی، کھیل کود کے آلات، عیش و طرب کے اَسباب اور ہر طرح کا مال و سامان دَھرا کا دَھرا رہ جائے گا۔

عالم انقلاب ہے دُنیا
چند لمحوں کا خواب ہے دُنیا
فخر کیوں دل لگائیں اِس سے
نہیں اچّھی، خراب ہے دُنیا

ہر بار کی طرح اس بار بھی انسان نے اپنے رب کی بارگاہ میں لڑکھڑاتے، ہانپتے کانپتے دہائی دی اور اپنے اس زخم کا مرہم طلب کیا تو رب عزوجل کی رحمت نے اسے تھام لیا، ارشاد ہوا بندے ہم نے تجھے پیدا کیا، پھر پروان چڑھایا، جوانی دی اور اپنی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ دیا، زوال سے بچا کر ترقی دی لاچاری و کمزوری کے دلدل سے نکالا، موت کی

آندھیوں اور اس کے دردناک کرب و آلام سے بچایا، بندے! تجھے اس حالت میں میری رحمت کیسے چھوڑ سکتی ہے آ، میری بارگاہ میں نمازِ عشاء ادا کر میں تیرے ذکر کو دنیا والوں میں ہی نہیں بلکہ اپنے ملائکہ میں بھی باقی رکھوں گا۔(پانچ نمازوں کی حکمت ص ۳۶۔۴۱)

پانچ نمازوں کی مزید حکمتیں جاننے کے لئے سگِ عطار کی کتاب "پانچ نمازوں کی حکمت" ملاحظہ کیجئے۔

(35)علمِ غیب عطا کئے جانے کی حکمتیں

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علمِ غیب عطا کئے جانے کی حکمت یہ ہے کہ:

(۱)۔۔۔چند سال کامل استاد کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبلِ ولادت کروڑوں سال رب تعالی کی بارگاہِ خاص میں حاضر رہے تو کیونکر کامل عالم نہ ہوں گے۔یقیناً اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل عالم(یعنی ہر چیز کو جاننے والے)ہیں۔(جاءالحق ص ۸۱)

(۲)۔۔۔اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہو سکتی ہے:(۱)۔۔۔پہلی یہ کہ شاگرد نااہل تھا، جس کی وجہ سے استاد سے پورا فیض نہ لے سکا۔ (۲)۔۔۔دوسری یہ کہ خود استاد کامل نہ تھا جس کی وجہ سے مکمل سکھا نہ سکا۔(۳)۔۔۔تیسری یہ کہ استاد بخیل تھا جس کی وجہ سے شاگرد کو پورا علم نہ دیا، یا استاد کے نزدیک اس شاگرد سے زیادہ پیارا کوئی دوسرا شاگرد تھا جس کی وجہ سے اس کو پورا علم نہ دیا اور دوسرے کو دے دیا۔ (۴)۔۔۔چوتھی یہ کہ استاد نے جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی کہ اس میں پورا علم نہ تھا۔

پس ان چار وجہوں کی وجہ سے شاگرد کا علم کم اور ناقص ہوتا ہے، مگر یہاں دیکھئے سکھانے والا اللہ، سیکھنے والا رسول اللہ، کتاب، کتاب اللہ، جس میں ہر خشک وتر، بحر وبر، گل و ثمر ، پاسٹ وفیوچر ہر چیز کا علم موجود ہے۔ بتاؤ! کیا اللہ العلیم کامل استاد نہیں؟ کیا رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائقِ شاگرد نہیں؟ کیا قرآنِ عظیم کامل کتاب نہیں؟

جب اللہ کامل استاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل شاگرد، اور کتاب اللہ کامل کتاب، جس میں فرمایا: "اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾" **ترجمہ کنزالایمان:** رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ (پ۲۷، الرحمن، ۱۔۲) پھر اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم ناقص کیوں؟

(جاء الحق ص ۸۱۔۸۲)

(۳)۔۔۔ غیبوں کی غیب رب تعالی کی ذات ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب شبِ معراج اپنی ظاہری مبارک آنکھوں سے رب کو دیکھ لیا تو اب عالَم کیا چیز ہے جو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چھپ سکے۔ (جاء الحق ص ۸۲)

تبھی تو امامِ عشق و محبت، امامِ اہلِ سنّت، جن کا لقب اعلی حضرت، مجددِ دین و ملّت علیہ رحمۃ اللہ العزت ہے لکھتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

(36) لوگوں کے مختلف رنگوں کے ہونے کی حکمت

ترمذی شریف کی حدیثِ پاک ہے حضرتِ سیِّدُنا ابو مُوسٰی اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو ایک مٹھی (مٹی) سے پیدا کیا جو تمام روئے زمین سے لی گئی، لہٰذا اولادِ آدم زمین کے مطابق آئی (کہ مٹیاں مختلف تھیں لہٰذا انسانوں کی صورتیں اور سیرتیں بھی مختلف ہوئیں)، ان میں سرخ وسیاہ، سفید و درمیانے (یعنی سانولے یا سفیدی سرخی سے مخلوط)، نرم وسخت اور پلید وپاک ہیں۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ البقرۃ، ۴/ ۴۴۴، حدیث:۲۹۶۵)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **مرأۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 108** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: اس طرح کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی حاصل کی اور اس کو ہر قسم کے پانی میں گوندھا۔ چونکہ مٹیاں مختلف تھیں لہٰذا انسانوں کی صورتیں اور سیرتیں بھی مختلف ہوئیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انسانوں کے اجزائے اصلیہ آدم علیہ السلام میں موجود تھے، جیسے تمام کی روحیں آپ کی پشت میں تھیں، انبیائے کرام کے اصلی اجزاء نورانی تھے دوسروں کے ظلمانی، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نوراللہ اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ کی روح بھی نور ہے اور جسم بھی نورانی، ورنہ صرف روح تو سب کی نور ہے۔

سانولے یا سفیدی سرخی سے مخلوط یعنی جن کی خلقت میں سفید مٹی کے اجزاء غالب آگئے وہ سفید ہوگئے، کالی مٹی کے اجزاء جن میں غالب آئے وہ کالے، جہاں دونوں برابر رہے وہ سانولے یا سرخ سفید۔ (مراۃ المناجیح ج۱، ص۱۱۱)

(37)روح کوملک الموت کے نکالنے کی حکمت

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **مراٰۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 108** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: اس طرح کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی حاصل کی اور اس کو ہر قسم کے پانی میں گوندھا چونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہی یہ مٹی اٹھائی تھی، اس لیے جان نکالنے کا کام بھی انہیں کے سپرد کیا، تاکہ زمین کی امانت وہی واپس کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے بندوں کے کام رب کی طرف منسوب ہوتے ہیں، دیکھو مٹی جمع کرنے والے حضرت ملک الموت ہیں مگر فرمایا گیا رب تعالیٰ نے جمع فرمائی۔ (مراٰۃ المناجیح ج۱، ص۱۱۱)

(38)پیشانی کو پیشانی کہنے کی حکمت

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی مراٰۃ المناجیح، جلد۶، صفحہ ۲۴۴ پر لکھتے ہیں: انسان کی تقدیر اس کی عمر اس کی پیشانی میں لکھی ہوتی ہے اس لیے اسے پیشانی کہتے ہیں یعنی پیش آنے والی چیز۔ (مراٰۃ المناجیح ج۶، ص ۲۴۴۔۲۴۵)

(39)مچھلی کے ذبح نہ کرنے کی حکمت

سُوال: مچھلی بغیر ذبح کھائی جاتی ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مچھلی اور ٹِڈّی میں خون ہوتا ہی نہیں کہ اس کے اِخراج (یعنی خارج کرنے) کی حاجت ہو، غیر دَمَوی (یعنی جس میں خون نہ ہو) جانوروں میں ہمارے یہاں صِرف یہی دو حلال ہیں لہٰذا صِرف یہی بے ذَبح کھائے جاتے ہیں۔ شافِعِیَّہ وغیرہُم کے نزدیک کہ اور دریائی جانور بھی کُل یا بعض حلال ہیں وہ انھیں بھی بے ذَبح جائز جانتے ہیں کہ دریا کے کسی جانور میں خون نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۰ ص۳۳۵)

(40) حضور پر زکوۃ فرض نہ ہونے کی حکمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوۃ فرض نہیں اس کی کئی حکمت ہیں ان میں سے دو ملاحظہ کریں:

(۱)۔۔۔اس لیے کہ آپ کا مال وقف ہے اور وقف میں زکوۃ نہیں۔

(۲)۔۔۔اس لیے کہ ساری امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی غلام ہے اور اپنے غلام لونڈی کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی آپ کے لیے مصرف موجود نہیں۔

مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: فقیر کے نزدیک یہ وجہ قوی ہے ورنہ آپ پر قربانی فرض نہ ہوتی، مال وقف سے قربانی نہیں دی جاتی۔

(مراۃ المناجیح ج۸، ص۴۷)

(41) استقبالِ قبلہ کی حکمت

استقبالِ قبلہ کے شرط وضروری ہونے کا ثبوت قرآنِ عظیم سے ہے چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔ (پ۲ البقرۃ ۱۴۴)

استقبالِ قبلہ کی پہلی حکمت: نماز میں قبلہ کو منہ کرنے کی یہ حکمت ہے کہ کعبۂ معظمہ تمام زمین کی اصل ہے کیونکہ زمین وہیں سے پھیلی ہے اور انسان کی اصل مٹی ہے کہ وہ اسی سے بنایا گیا ہے پس چاہئے کہ نمازی کا جسم اپنے اجسام کے اصل (یعنی کعبہ شریف) کی طرف رہے۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۱۱۷)

استقبالِ قبلہ کی دوسری حکمت: استقبالِ قبلہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرب و مناجات کے لئے طلبِ حق کے ماسوا سے اعراض اور حضرتِ ربوبیت کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۷)

(42)قبلہ مقرر کرنے کی حکمتیں

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز میں قبلہ مقرر کرنے کی کیا حکمت ہے؟ حالانکہ اگر قبلہ مقرر نہ کیا جاتا تو اچھا تھا کہ لوگ جس سمت چاہتے نماز پڑھتے یا کوئی سمت ہی مقرر نہ کی جاتی اور بلا سمت نماز ادا کی جاتی؟ اس سوال کے جواب میں چار حکمتیں ملاحظہ کیجئے۔

پہلی حکمت: پہلی حکمت یہ ہے کہ انسان میں قوتِ عقلیہ بھی ہے اور قوتِ خیالیہ بھی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، اسی لئے کوئی عقلی بات سمجھاتے وقت کوئی خیالی صورت سامنے رکھ لی جاتی ہے تاکہ عقلی معنی جلد سمجھ میں آجائیں۔ اقلیدس والے مثلث مربع کے خطوط کھینچ کر ضلع اور زاویہ وغیرہ سمجھاتے ہیں، علمِ ہیئت والے کرّہ سامنے رکھ کر آسمانی خطوط، معدل النہار اور منطقۃ البروج وغیرہ بتاتے ہیں، رعایا بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے عرض معروض کرتی ہے تاکہ خیال نہ بٹے، جب رب کے بندے اس کی عبادت کریں تو چونکہ وہ سامنے ہونے اور دنیا میں نظر آنے سے پاک ہے، لہذا چاہئے تھا کہ خیال جمانے کے لئے کسی طرف منہ کر لیا جائے اور اسی جہت کا نام قبلہ ہے۔

دوسری حکمت: نماز میں دل کی حاضری ضروری ہے اور یہ سکون سے حاصل ہوگی اور سکون جب ہی ہوگا کہ کسی طرف دھیان نہ ہو اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ایک طرف رخ رہے، اسی طرف کا نام قبلہ ہے۔

تیسری حکمت: مسلمانوں میں اتفاق و محبت رب کی بڑی نعمت ہے اگر ہر شخص علیحدہ جہت پر نماز پڑھے تو اختلاف ظاہر ہو گا،لہذا ضروری تھا کہ ایک اللہ کے بندے اور ایک نبی کے امتی ایک ہی طرف نماز پڑھیں کہ ظاہری اتفاق سے دلی اور روحانی اتفاق بھی پیدا ہو۔

چوتھی حکمت: بعض جگہ بعض سے افضل ہے جس سے لوگ فیض پاتے ہیں۔ قبلہ زمین کے دوسرے حصوں سے بہتر ہے جہاں رب کی خاص تجلی ہے اسی طرف نماز پڑھنے میں انوار الٰہی حاصل ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۲۔ ۱۳)

بُت اور کعبہ کے سامنے ہونے کا فرق

اعتراض: مسلمان کہتے ہیں کہ ہم سب رب تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور موحد ہیں حالانکہ وہ کعبہ کی طرف سر جھکاتے ہیں یہ تو ہندؤں سے بڑھ کر مشرک ہوئے کیونکہ ہندو تو ایک پتھر کو پوجتا ہے اور مسلمان ہزاروں پتھروں کے عمارت کو،اگر مسلمان کہیں کہ ہم کعبہ کو خدا نہیں جانتے تو ہندو بھی مورتی کو خدا نہیں سمجھتا بلکہ اپنا دھیان یکسو رکھنے کے لئے ایک پتھر کو سامنے رکھ لیتا ہے؟

جواب: اس کا جواب نماز کی نیت میں ہی دے دیا گیا ہے کیونکہ نیت میں یہ کہا جاتا ہے کہ نماز واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ طرف کعبہ شریف کے،پس اس نیت سے معلوم ہوا کہ نماز کعبہ کے لئے نہیں بلکہ نماز تو اللہ کے لئے ہے،صرف جہت مقرر کرنے کے لئے کعبہ کی سمت تجویز کر دی گئی ہے اگر نماز کعبہ کے لئے ہوتی تو جس طرف کعبہ کا پتھر پہنچتا ادھر ہی مسلمان جھک جاتا مگر ایسا نہیں ہوتا،غلافِ کعبہ ہمارے پاس پہنچتا ہے مگر ہم اس کو سجدہ نہیں کرتے،اگر وہاں کوئی پتھر بلکہ ساری عمارت ہندوستان میں رکھ دی جائے تو کوئی بھی مسلمان ادھر سجدہ نہ

کرے، لیکن ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ جدھر اس کی مورتی ادھر ہی پجاری کا سر، معلوم ہوا کہ اس کا سر مورتی کے لئے جھکا اور مسلمان کا سر رب تعالی کے لئے بلکہ خوف و سفر کے نفل میں جدھر منہ کر کے نماز پڑھے گا ہو جائے گی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

پھر فرق یہ ہے کہ ہندو پتھر کسی انسان کے نام پر بناتا ہے مثلاً رام چندر، کالی مائی، دیو، مہادیو کے نام پر وغیرہ وغیرہ اور اس شخص کو خدا کا شریک اور خدائی میں حصہ دار مانتا ہے اور یہ سمجھ کر اس پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے جس کا یہ پتھر ہے میں اس کی عبادت کر رہا ہوں اور کعبہ شریف میں ان میں سے کوئی بات نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کعبہ عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ اس جگہ کا نام ہے اگر وہاں کوئی عمارت بھی نہ ہو تو بھی نماز میں اسی طرف منہ کیا جائے گا، یہ عمارت تو اس جگہ کا نشان ہے، جب پہاڑ پر اور تہہ خانوں میں نماز پڑھتے ہیں، اس حالت میں اس عمارت کا کوئی بھی حصہ سامنے نہیں ہوتا۔(تفسیر نعیمی جلد ۔ا۔ص ۷۲)

(43) کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی حکمتیں

مسلمانوں کا قبلۂ اوّل بیت المقدس تھا پھر کسی بنا پر بدل کر خانۂ کعبہ کو مقرر کیا گیا جس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں ان میں سے ۹ حکمتیں پیشِ خدمت ہیں۔

پہلی حکمت: اول یہ کہ خانۂ کعبہ تعمیرِ ابراہیمی بلکہ تعمیرِ دیگر انبیا ہے جبکہ بیت المقدس جنات کی تعمیر ہے، اور انبیا جن و انس سے افضل و اعلی ہیں لہذا ان کی تعمیر کردہ عمارت بھی سب سے افضل و اعلی ہوئی۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

دوسری حکمت: دوسرے یہ کہ کعبہ بیتُ اللہ ہے ، مسلمان عبادُ اللہ ہیں، اس کے پیغمبر حبیب اللہ اور ان کا قرآن کلام اللہ، تو گویا جب اللہ کے بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے فرمان سے اللہ عزوجل کی عبادت میں کلام اللہ پڑھیں تو بیت اللہ کو منہ کر لیں تا کہ اتنی نسبتوں سے ان کا قلب اللہ کی طرف رہے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

تیسری حکمت: تیسرے یہ کہ مشرق مطلعِ انوار ہے کہ ادھر سے سورج نکلتا ہے اور مکہ معظمہ مطلعِ سیدُ الانوار یعنی جائے ولادتِ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، چاہئے کہ بجائے مشرق کے نماز میں ادھر منہ کیا جائے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

چوتھی حکمت: چوتھے یہ کہ کعبہ معظمہ وسط زمین میں ہے تو چاہئے کہ نماز میں ادھر ہی منہ ہو تا کہ معلوم ہو کہ مسلمان امتِ وسط یعنی درمیانی امت ہیں جیسے کہ اللہ تعالی نے قرآنِ پاک کے پارہ دو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳۔ میں ارشاد فرمایا کہ یہ امت درمیانی امت ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

ترجمہ کنزالایمان: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

پانچویں حکمت: پانچویں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے محبوب اور کعبہ معظمہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا محبوب لہذا کعبہ رب عزوجل کا محبوب ہوا، پس چاہئے کہ نماز کعبہ کی طرف پڑھی جاتی تا کہ ہمیں بھی محبوبیت ملے، نیز رب نے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو راضی کیا فرمایا قِبْلَةً تَرْضٰهَا اور یہ نہ فرمایا اَرْضٰهَا اور آخرت کے متعلق فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ (پ۳۰ الضحی ۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اس آیتِ مبارکہ میں اشارہ فرمایا گیا کہ سارا جہان تو میری رضا چاہتا ہے اور میں کونین میں تمہاری رضا۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

چھٹی حکمت: چھٹے یہ کہ خانۂ کعبہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنا ہے، طور سینا، طورِ زیتا، جودی، لبنان اور حرا۔ گویا جو ادھر نماز پڑھے یا کعبہ کا حج کرے وہ اگر گناہوں کے پہاڑ بھی لے کر آئے سب مٹا دئے جائیں گے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

ساتویں حکمت: ساتویں یہ کہ کعبۂ معظمہ کی زمین ساری زمین کی اصل ہے کہ اسی جگہ زمین کا جھاگ پیدا ہوا اور اس سے زمین پھیلی، نیز انسان کی بھی اصل ہے کہ اسی جگہ جسمِ حضرتِ آدم علیہ السلام خشک کیا گیا۔ پس چاہیئے کہ نماز میں اپنے اصل مبدا کی طرف رخ ہو تا کہ دل کا رخ اصل خالق کی طرف رہے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

آٹھویں حکمت: آٹھویں یہ کہ روایت میں ہے کہ جب رب تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حکم دیا کہ:

اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ

ترجمہ کنزالایمان دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی۔(پ۲۴حم سجدہ۱۱)

تو سب سے پہلے اس جگہ سے ذراتِ محمدیہ نے یہ حکم قبول کیا اور اس کے مقابل کے ساتوں آسمان کے حصوں نے اس کی موافقت کی اور عرض کیا کہ:

اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔

ترجمہ کنزالایمان: دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔(پ۲۴ حم سجدہ ۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ رب کی اطاعت کرنے والی پہلی یہ زمین ہے۔ لہٰذا چاہئے تھا کہ مسلمان بھی اطاعت میں اسی طرف جھکیں۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

نویں حکمت: نویں یہ کہ بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا، حج ہمیشہ سے کعبہ ہی کا ہوا۔ لہٰذا بہتر تھا کہ مسلمانوں کا حج اور نماز ایک ہی طرف ہو۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

(44) مردے کو ماں کے نام کے ساتھ پکارنے کی حکمت

مُردے کو قبر میں جب تلقین کرتے ہیں یا کسی کا استخارہ وغیرہ کرتے ہیں تو ماں کا نام کیوں لیتے ہیں؟ مثلاً: زید بن فاطمہ۔ نیز قیامت میں بھی لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

اس کے متعلق مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بعض روایات میں ہے کہ قیامت میں انسانوں کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔ غالبًا اس میں حکمت یہ ہوگی کہ حرام لوگ رسوا نہ ہوں یا حضرتِ عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے اظہارِ شرافت کے لئے یا حضرت حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی عظمت کے اظہار کے لئے کہ حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف نسبت سے ان کو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت کا شرف حاصل ہو جائے۔

اور ایک روایت میں ہے: حضرتِ سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم بروزِ قیامت اپنے اور اپنے والد کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔“

(ابو داود، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، ۴/ ۳۷۴، حدیث:۴۹۴۸)

مگر ان روایات میں تعارض نہیں قیامت کے اوّل وقت ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا بعد میں باپوں کے نام سے یا سب کے سامنے ماں کے نام سے پکارا جائے گا اور تنہائی میں باپ کی نسبت سے یا یہاں اباء سے مراد اُمہات ہیں کہ بہت دفعہ ماں باپ کو ایک دوسرے کے نام سے یاد کر دیتے ہیں۔(مرآۃالمناجیح، جلد6، صفحہ417)

(45) افعالِ حج کی حکمتیں

حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افعالِ حج کی حکمتوں اور مناسکِ حج کے باریک معانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "افعالِ حج اور لوازمِ حج میں سے ہر ایک میں حکمتِ بالغہ، نعمتِ کاملہ اور کئی راز ہیں جن کی تعریف کرنے سے ہر زبان عاجز ہے۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۵)

احرام کے وقت (سلا ہوا) لباس نہ پہننے کی حکمت

احرام کے وقت (سلا ہوا) لباس نہ پہننے کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مخلوق کے پاس جاتے ہیں تو عمدہ اور فخریہ لباس زیبِ تن کر لیتے ہیں گویا اللہ عزّوَجلّ ارشاد فرماتا ہے: "میری بارگاہ میں حاضری کا ارادہ مخلوق کے پاس جانے کے ارادے کے خلاف ہو ، تاکہ میں ان کے لئے اجر وثواب بڑھادوں اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ احرام کے وقت کپڑوں کی کمی سے موت کے وقت دنیا سے رُخصتی کی حالت کو یاد کرے جیسا کہ پہلے دن تھا جب ماں کے پیٹ سے برہنہ پیدا ہوا تھا۔ اور اس حالت میں حساب کے دن برہنہ کھڑا ہونے سے مشابہت بھی ہے۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۵)

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کی حکمت

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کی حکمت بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ اللہ عزّوَجلّ چاہتاہے کہ حجاج کو ملائکہ پر ظاہر کرے تاکہ ان کے سبب فخر کرے، لہٰذا احجاج ملائکہ کرام کے سامنے گناہوں اور میل کچیل سے پاک و صاف کرکے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ حجاج انبیاء کرام علیہم السلام کے قدموں کی جگہ اپنے قدم رکھتے ہیں تو اس سے پہلے غسل کرلیتے ہیں تاکہ ان آثار کی برکات حاصل کرلیں۔ جیساکہ اصدق الصادقین (یعنی سب سے زیادہ سچا) رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتاہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿222﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ پسند رکھتاہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتاہے ستھروں کو۔ (پ2،البقرۃ:222)

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱٦)

تلبیہ کہنے میں حکمت

تلبیہ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ ایک انسان کو جب کوئی معزز انسان بلاتاہے تووہ اس کو لبیک اور اچھے کلام سے جواب دیتاہے۔ لہٰذا اس شخص کاجواب کیاہونا چاہے جس کو خود مَلِکُ العلاَّم عَزَّوَجَلَّ پکارے اوراسے اپنی جانب بلائے، تاکہ اس کے گناہ اور برائیاں مٹادے۔ جب بندہ لبیک کہتاہے تو اللہ عزّوَجَلَّ فرماتاہے: "ہاں! میں تیرے قریب ہوں اور تجھ پر تجلِّی فرمانے والاہوں، پس توجوچاہتاہے مانگ لے، میں تیری شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱٦)

وقوفِ عرفات میں حکمت

مزدلفہ سے کنکریاں لینے اور عرفہ میں ٹھہرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں صاحبِ علم و معرفت کے لئے پوشیدہ باتیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا بندہ عرض کرتا ہے: میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں نے گناہوں اور خطاؤں کی کنکریاں اُٹھائیں اور تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے جمروں کو کنکریاں ماریں۔ بے شک تو کرم و بخشش والا ہے۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۶)

مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت

مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت اور اجرِ عظیم کے متعلق گویا اللہ عزّوَجَلَّ فرمارہا ہے:
"تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا، جو مجھے اکیلا یاد کرے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی اجتماع میں یاد کرے تو میں اُسے اس سے بہتر اجتماع میں یاد کرتا ہوں۔ پس جب تم مشعرِ حرام کے پاس مجھے یاد کرتے ہو تو میں تمہیں معزز فرشتوں میں یاد کرتا ہوں اور تمہارے لئے انتقام کے بدلے امان کی مہر لگا دیتا ہوں۔" (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۶)

مِنٰی میں سر منڈوانے میں ایسی حکمت ہے جس سے بندے کی تمام اُمیدیں پوری ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیداری اور نصیحت ہے جسے صرف عالم ہی سمجھ سکتا ہے، کیونکہ حاجی جب عرفہ میں ٹھہرتا ہے، مشعرِ حرام کے پاس اللہ عزّوَجَلَّ کا ذکر کرتا، مِنٰی میں قربانی کرکے حلق کرواتا اور اپنے بدن کو میل کچیل اور گناہوں سے پاک و صاف کرتا ہے تو اللہ عزّوَجَلَّ اس کے لئے ثواب لکھ دیتا، درجے بڑھا دیتا اور جہنم سے پناہ دے دیتا ہے۔ اور بروزِ قیامت اس کے ہر بال کے عوض ایک نور بنائے گا اور اسے امن کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ عزّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے سروں کے بال منڈاتے یاترشواتے بے خوف۔(پ26،الفتح:27)

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۷)

طواف کرنے کی حکمتیں

طواف میں کئی حکمتیں اور لطیف اشارے ہیں، بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا گڑگڑاتے اوردعا کرتے وقت زبانِ حال سے کہتا ہے: "اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! توہی مقصود ہے، توہی مرتبہ کمال تک پہنچانے والا معبودِ حقیقی ہے۔ میں تمام لوگوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا، تیرے گھر کا طواف کیا اور تیری رحمت کے دروازے پر جود وکرم کی امید لئے کھڑا ہوں اور تو خود اپنے خلیل حضرتِ سیدنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃوالسلام کو اپنی لاریب کتاب میں فرماچکاہے:

وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ (پ17،الحج:26)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے۔

وقوفِ عرفات میں حکمت اور انوکھے معانی ہیں، بلاشبہ اس میں بندے کے لئے تنبیہ ہے اور یہ کہ بندے بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور برہنہ سر حسرت وندامت کے قدموں پر کھڑے ہوں گے، گریہ وزاری کرتے ہوں گے اور اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح دعا کرتے ہوں گے جس طرح ایک ذلیل غلام دعا کرتا ہے۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ !ان لوگوں کو دیکھو جنہیں ان کے مولا عَزَّوَجَلَّ نے اپنے گھر کی طرف بلایا تو انہوں نے وجدو شوق کے عالم میں اس کی دعوت پرلبیک کہا اور تصدیق کے قدموں پراس کی طرف پیدل چل پڑے،اور ہر دُبلی اُونٹنی پر دور دور سے حاضر ہو گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کا حج کیا کعبہ مشرفہ کے گرد سات چکر لگائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا، دو رکعت نماز پڑھی، کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور روتے ہوئے عرض کی:"میں نے اس بیت اللہ کے کتنے چکر لگائے لیکن معلوم نہیں کہ قبول ہوئے یا نہیں۔"پھر مجھ پر ہلکی سی نیند غالب آگئی۔میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا کہ میں نے ایک غیبی آواز سُنی:"اے علی بن مُوَفَّق!ہم نے تیری بات سن لی ہے۔کیا تو اپنے گھر میں اسی کو نہیں بلاتا جس سے تو محبت کرتا ہے۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۷)

عتیق کہنے کی وجہ

بیت اللہ شریف کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ "اللہ عزَّوَجَلَّ نے اسے زمین سے دوہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور اس کو ظالم اور جابر لوگوں کے قبضے سے آزاد رکھا اور اس پر کسی ظالم و جابر کو مسلّط نہ کیا بلکہ جس نے بھی بُرا ارادہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔"حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کو عتیق کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ جس نے بھی اس کا طواف کیا وہ جہنم سے آزاد ہو گیا۔"

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عتیق کہا جاتا ہے۔پس جو شخص نماز میں قبلہ شریف کی طرف رُخ نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں اور جو امیر

المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت کی گواہی نہ دے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن سلیمان علیہ رحمۃ الرحمن بیان فرماتے ہیں کہ "جب حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ السلام زمین پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ علیہ السلام نے بَیْتُ اللہ شریف کے سات چکر لگائے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر ملتزَم کے پاس آئے اور عرض کی: "اے اللہ عزّوَجَلَّ! تو میرے ظاہر وباطن کو جانتا ہے، میری معذرت قبول فرما لے اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے اور تو میری حاجت بھی جانتا ہے لہٰذا وہ بھی پوری فرما دے۔ اے اللہ عزّوَجَلَّ! میں تجھ سے ایسے ایمان اور یقینِ صادق کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں بس جائے یہاں تک کہ میں یقین کر لوں کہ مجھے وہی تکلیف پہنچ سکتی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے اور اس پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں جس کا تو نے میرے بارے میں فیصلہ فرما دیا ہے۔" تو اللہ عزّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: "اے آدم (علیہ السلام)! میں نے تیری تمام دعائیں قبول فرمائیں اور تیری اولاد میں سے جو شخص بھی دعا کریگا میں اس کے غم واَلَم اور تنگی دُور کر دوں گا، اس کے دل سے فقر کا غم نکال کر اُسے بے نیاز کر دوں گا اور اُسے وہاں سے رزق دوں گا جہاں اُسے گمان بھی نہ ہو گا اور دُنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اگرچہ وہ اس کی خواہش نہ رکھتا ہو۔" (اخبار مکۃ للازرقی، باب ما جاء فی الملتزم والقیام فی ظھر الکعبۃ، الحدیث ۴۹۴، ج۲، ص ۹۲)

(المعجم الاوسط، الحدیث ۵۹۷۴، ج۴، ص ۲۷۵)

مزید حکایتیں اور نصیحتیں کے صفحہ ۱۲۵ سے آگے مطالعہ کریں

(46)نماز باجماعت پڑھنے کی حکمتیں

نمازِ باجماعت پڑھنے کی پانچ حکمتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی حکمت: کسی کی نماز میں خشوع ہوتا ہے اور کسی کی نماز میں خشوع نہیں ہوتا اور اگر خشوع ہوتا ہے تو کسی کا خشوع کم اور کسی کا زیادہ۔ کسی کی نماز میں شوق وذوق زیادہ اور کسی کی نماز میں شوق و ذوق کم۔ کسی کی رب تعالی کی بارگاہ میں بندگی کی کیفیت کچھ اور تو کسی کی کچھ اور۔

ان سب کیفیتوں کو سامنے رکھ کر باجماعت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تا کہ سب کی جو مختلف دلی کیفیات ہیں وہ سب مل کر ایک معجونِ مرکب بن جائے اور رب عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔

دوسری حکمت: نمازیوں میں باہم دوستی و محبت پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے کے احوال سے باخبر ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعة یوم القیمة رواہ ابن النجار۔

ترجمہ: اللہ کے بکثرت نیک بندوں سے رشتہ وعلاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے علاقہ والوں کی سفارش کرے۔

(فتاوی رضویہ ج۔۲۱ کتاب الحظر والاباحۃ ص ۹۱)

(کنزالعمال بحوالہ ابن نجار عن انس حدیث ۲۴۶۴۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۴)

تیسری حکمت: انسان پر تنہا عبادت شاق ہوتی ہے اور دوسروں کو دیکھ کر عبادت کی رغبت بڑھتی ہے۔(کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے)اکیلے شخص کو دیکھ کر شیطان حملہ کرتا ہے جب کہ بہت سارے ہوں تو بھیڑیا بھاگ جاتا ہے۔

چوتھی حکمت: برکتِ کامل علی الناقص:یعنی کامل شخص کی برکت ناقص شخص پر اثر رکھتی ہے،کامل لوگوں کی عبادتیں ہمارے دلوں کو عبادات کی طرف مائل کرتی ہیں۔کیونکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا یہ وہ قوم ہے جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔

آج کل عام طور سے لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ کیا کریں بھائی ہمارا عبادت میں دل ہی نہیں لگتا آپ ہی بتاؤ ہم کیا کریں؟ایسوں کے لئے نمازِ باجماعت ایک نسخہ کیمیا سے کم نہیں کہ اللہ والوں کے قرب اور ان کے ساتھ نمازِ باجماعت پڑھنے کی برکت سے ان شاء اللہ عزوجل عبادات میں دل لگنے لگے گا۔

پانچویں حکمت: مسلمانوں کا اجتماع باعثِ برکات اور دینی فوائد و ثمرات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے،اس لئے نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔نیز مسلمانوں کا اجتماع اللہ عزوجل کو بہت پسند ہے۔کہ محلے کے اجتماع کے لئے پانچ نمازیں دی۔شہر کے اجتماع کے لئے جمعہ کی نماز دی۔شہر اور گاؤں کے اجتماع کے لئے عید و بقر عید کی نماز دی۔اور عالمِ اسلام کے اجتماع کے لئے حج جیسا فریضہ دیا۔

(47) ماں کی اپنے اولاد سے محبت کی حکمت

باپ کے مقابلے میں ماں اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتی ہے۔اس کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ محبت کا تعلق دل سے ہے،اور بچہ مرد و عورت کی منی سے بنتا ہے،اور مرد کی منی اس

کے پشت (یعنی پیٹھ) کے پاس ہوتی ہے جو کہ دل سے کافی دور ہے جبکہ عورت کی منی چھاتی کے پاس ہوتی ہے جو کہ دل سے قریب ہے۔پس جس کی منی دل سے قریب ہے وہ اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتی ہے اور جس کی منی دل سے دور ہے وہ اپنی اولاد سے کم محبت کرتا ہے۔

(48) مچھلی کے نہ بولنے کی حکمت

اس کی حکمت رب العزّت ہی جانتا ہے۔مکاشفۃ القلوب"میں اِس کی یہ **عجیب وغریب حکمت** لکھی ہے: "اللہ تعالی نے تمام جانوروں کو زَبان سے مشرَّف فرمایاہے مگر مچھلی کو محروم کیا گیاہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سیِّدُنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کی وجہ سے جب شیطان لعین کی شکل بگاڑ کر زمین پر پھینک دیا گیاتو اِس نے سَمُندر کارُخ کیا،اِسے سب سے پہلے **مچھلی** نظر آئی، شیطان نے سیِّدُنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کاواقِعہ سناتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ خشکی اور پانی کے جانوروں کا شکار کریں گے۔ **مچھلی** نے تمام دریائی جانوروں میں یہ بات پھیلا دی اِس وجہ سے اِسے **بولنے کی صَلاحیّت** سے محروم کردیا گیا۔ (مُکاشَفۃُ القُلوب ص ۷۱)

(49) رسول اللّٰہ کے استغفار کرنے کی حکمتیں

حافظ ابنِ حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں: اِستِغفار کرنا وُقوعِ مَعصِیت کو مُستَلزِم ہے (یعنی توبہ کسی گناہ پر ہی کی جاتی ہے) حالانکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعصُوم (بلکہ تمام معصوموں کے سردار)ہیں،پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِستِغفَار کرنے کی کیا وجہ ہے؟علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے اس کی مختلف حکمتیں بیان فرمائیں ہیں:

(1)۔۔۔علامہ ابنِ بطال علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے فرمایا:لوگوں میں سب سے زیادہ

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام عبادت کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اس کے باوجود وہ تقصیر (کمی) کا اِعتراف کرتے رہتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا حق ادا نہ ہوسکنے پر وہ اللہ سے اِستغفار کرتے ہیں۔ (شرح بخاری لابن بطال، ج۱۰، ص۷۷)

(2)۔۔۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ''**اِحیاءُ العُلوم**'' میں فرمایا: نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دائماً (ہمیشہ) درجاتِ عالیہ کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں اور جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے تو اپنے پہلے حال پر اِستغفار کرتے ہیں۔ (فتح الباری، ج۱۲، ص۸۵)

(3)۔۔۔ علامہ بدر الدین عینی علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی نے فرمایا: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تواضعًا اِستغفار کرتے تھے۔ آپ کا اِستغفار فرمانا تعلیمِ اُمّت کیلئے ہے۔

(عمدۃ القاری، ج۱۵، ص۴۱۳)

(۴)۔۔۔ مفسرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: توبہ و اِستغفار، نماز، روزے کی طرح عبادت ہے، اِسی لئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بکثرت توبہ واِستغفار کیا کرتے تھے ۔ورنہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم معصوم ہیں گناہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی نہیں آتا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کرکے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کرکے توبہ کرتے ہیں۔ یا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ عمل تعلیمِ اُمّت کے لئے تھا۔

(ملخصاً از مرآۃ المناجیح، ۳/۳۵۳)

(50) جانوروں کے حلال و حرام ہونے کی حکمت

بعض جانور حلال ہیں اور بعض حرام ہیں اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے

کہ: انسان جو غذا کھاتا ہے وہ اس کا جُزوِبدن بن جاتی ہے اور اس کے اخلاق وعادات میں اس کے اَثرات ظاہِر ہوتے ہیں۔ شریعتِ مطہرہ نے بعض جانوروں کو حرام فرما کر ان کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے تاکہ ان جانوروں میں پائی جانے والی مذموم صفات انسان میں پیدا نہ ہوں۔ چنانچہ صَدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جُزوِبدن ہو جاتی ہے اور اس کے اَثرات ظاہِر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صِفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ اِنسان بھی ان بُری صفتوں کے ساتھ مُتَّصِف ہو جائے لہٰذا انسان کو ان کے کھانے سے منع کیا گیا۔ (بہارِ شریعت، ج۳، ص۳۲۳)

مُفَسّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: غذا کا اثر بھی دل پر پڑتا ہے۔ سوَر کھانا شریعت نے اسی لے حرام فرمادیا کہ اس سے بے غیرتی پیدا ہوتی ہے کیونکہ سوَر بے غیرت جانور ہے اور سوَر کھانے والی قومیں بھی بے غیرت ہوتی ہیں جس کا تجربہ ہورہا ہے اگر چیتے یا شیر کی چربی کھائی جائے تو دل میں سختی اور بربریت پیدا ہوتی ہے چیتے اور شیر کی کھال پر بیٹھنا اسی لئے منع ہے کہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے، غرضیکہ ماننا پڑے گا کہ غذا اور لباس کا اثر دل پر ہوتا ہے تو اگر کافروں کی طرح لباس پہنا گیا یا کفار کی سی صورت بنائی گئ تو یقیناً دل میں کافروں سے محبت اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو جاوے گی غرضیکہ یہ بیماری آخر میں مہلک ثابت ہوگی اس لئے حدیثِ پاک میں آیا ہے: ”مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جو کسی دوسری قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ ان میں سے ہے۔“

(اسلامی زندگی، ص۸۶، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

(51) زمزم کو کھڑے ہو کر پینے کی حکمت

عام پانی بیٹھ کر پیا جاتا ہے جبکہ آبِ زم زم کھڑے ہو کر، اس میں کیا حکمت ہے؟ آب زم زم کو کھڑے ہو کر پینے میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اَعضاء کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مُضر (یعنی نقصان دہ) ہے، لیکن یہ پانی بَرَکت والا ہے اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے، لہٰذا اِن کا تمام اَعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

(بہارِ شریعت، ۳/ ۳۸۴، حصہ: ۱۶ ماخوذاً)

(52) عورت کو حیض آنے کی حکمت

سوال: عورت کو حیض آنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: بالِغہ عورت کے بدن میں فطرتاً ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے تاکہ حَمْل کی حالت میں وہ خون بچّے کی غذا میں کام آئے اور بچّے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو حَمْل اور دودھ پِلانے کے زمانے میں اِس کی جان پر بن جائے یہی وجہ ہے کہ حَمْل اور ابتدائے شِیر خوارگی (یعنی دودھ پلانے) میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حَمْل ہو اور نہ دودھ پلانا تب وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں ہو جائیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۷۱)

(53) مرد کو طلاق کا مالک بنانے کی حکمت

سوال: طلاق دینے کا حق شوہر کو کیوں دیا گیا؟ اس کی کیا حکمت ہے؟

جواب: طلاق سے متعلق اسلام کے اس معتدل اور عدل و انصاف پر مبنی فطری نظام میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ طلاق کا حق صرف شوہر کو کیوں دیا گیا، عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟ اس لئے کہ اس سوال کا منشا یہ ہے کہ نعوذ باللہ اسلام نے طلاق کا حق صرف

مردوں کو دے کر عورت کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کیا ہے، حالانکہ اسلام میں طلاق کا نظام عین عدل اور انصاف کے مطابق ہے، اُس نظام کو اگر اسی طرح برتا جائے، جیسا شریعت کا منشاء ہے، تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو گا۔ تاہم اُن لوگوں کے لئے جو احکامِ اسلام کے مصالح اور حکمتوں کو ناقص عقل انسانی کے زاویہ سے دیکھنا چاہتے ہیں، نیز بعض اُن لوگوں کے لئے بھی، جن کو شریعت کے ہر حکم پر مکمل بصیرت اور انشراح ہے، لیکن وہ مزید اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ ہم اس کی ایک اہم حکمت پیش کرتے ہیں۔

طلاق کا حق مرد کو دیا جانا مرد کے مزاج و طبیعت کے موافق ہے، اس کے برخلاف عورت کو یہ حق ملنا خود اُس کی فطری شرم و حیا اور مزاج و طبیعت کے خلاف ہے، اس لئے کہ اس حق کا صحیح استعمال کرنے کے لئے بہت سی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جن صفات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں ایک گونہ فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: طاقت و قوت، جرأت وہمت، خود اعتمادی، دوسروں سے متاثر نہ ہونا، زبان پر قابو رکھنا، دور اندیشی، جلد بازی اور جذباتیت سے بچنا، یہ اور ان کے علاوہ بہت سی صفات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں عام طور پر فوقیت عطا فرمائی ہے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مردوں پر بہت سی صفات اور خوبیوں میں فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: الفت و محبت، رحم دلی اور نرمی، تحمل و برداشت۔ مرد اور عورت کے اِس طبعی فرق کو ساری دنیا کے سمجھدار لوگ تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ نظامِ عالم کے متوازن طریقہ پر چلنے کے لیے مرد اور عورت کے درمیان اس فطری فرق کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

حقِ طلاق بھی اسی لئے مردوں کو دیا گیا کہ اُن کے اندر اللہ کی طرف سے ودیعت کی جانے والی مذکورہ بعض خصوصی صفات کی بنا پر عورتوں کی بہ نسبت اس حق کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اور اہلیت زیادہ ہے، اسی لئے اگر کوئی مرد اس حق کا غلط استعمال کرتا ہے، تو شریعتِ اسلامی کی نگاہ میں وہ سخت مجرم اور نافرمان سمجھا جاتا ہے کیونکہ اُس نے صلاحیت اور اہلیت کے باوجود جان بوجھ کر اپنے حق سے غلط فائدہ اٹھایا۔ یہ حکمت ہم نے مثال کے طور پر پیش کر دی ہے، علمائے کرام نے اس کی اور بھی حکمتیں بیان کی ہیں، جن کا ذکر ہم یہاں ضروری نہیں سمجھتے بلکہ یہاں پر ہم خاص طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامی اللہ کا وہ پسندیدہ مذہب ہے، جو ہر اعتبار سے کامل و مکمل کر دیا گیا ہے اور اس مذہب کا ہر حکم اپنے اندر ہزار ہا ہزار حکمتوں اور مصلحتوں کو لئے ہوئے ہے، ایک مسلمان کی بندگی اور عبدیت کی اصل شان یہ ہے کہ وہ ہر حکم الٰہی کو فکری اور عملی طور پر محض اس بنیاد پر تسلیم کرے کہ یہ ساری دنیا کے مالک و خالق، بندوں کے مشفق و محسن، بندوں کی مصلحتوں اور فائدوں کو اُن سے زیادہ جاننے والے، غیب کے بھیدوں سے واقف اور کائنات کے نظام کو چلانے والے ایک معبود حقیقی کا حکم ہے۔ حکمِ الٰہی کی گہرائیوں اور اُس کی حقیقی حکمتوں کا انسان کی ناقص عقل کے ذریعہ پورے طور پر ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ بندگی کی یہ شان ایک مسلمان کے ایمان کا اعلیٰ مقام ہے۔

(54) حد قائم کرنے کی حکمت

سوال: حد کیا ہے؟ اور اس کو قائم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور حد قائم کرنے کی حکمت لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہو گا۔ (''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الحدود ج ٦، ص ٥)

(55) اذان میں کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی حکمت

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی حکمت کے متعلق ابنِ ماجہ کی حدیثِ پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیں فرمایا یہ عمل تمہاری آواز کو بلند کرنے والا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح باب الاذان، فصلِ ثالث، ص ٦٤)

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد اول کے صفحہ ٣٩٥ میں لکھتے ہیں:

انگلیاں کانوں میں ڈالنے سے آواز بلند نکلتی ہے اور اس اذان میں بلند آواز چاہیئے، اس لیے ڈال لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کے کان میں اذان کے وقت انگلیاں کانوں میں لگانا سنت نہیں۔ یوں ہی اقامت (تکبیر) میں، یوں ہی ہر اس جگہ جہاں بلند آواز مطلوب نہ ہو، لیکن اگر لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہی جاوے تو انگلیاں لگا لے کہ یہاں بلندی آواز مطلوب ہے۔ اذان قبر پر انگلیاں لگائے کہ وہاں بلند آواز مطلوب ہے اس اذان سے شیاطین بھاگتے ہیں۔

(مراۃ جلد اول ص ٣٩٥)

(56) روزے کی حکمت

سوال: روزے میں کیا حکمت ہے۔ اسلام میں یہ کیوں رکھا گیا کہ ہم اپنی چیز ایک وقت خود نہ کھا پی سکیں۔

جواب: پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوت آتی ہے روح اور نفس ہمارے گویا دو بازو ہیں یا انسانی زندگی کے دو پہیئے۔ لہذا کچھ دن نفس کو غذا دو اور کچھ دن روح کو نیز روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ اگر کوئی ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرے تو وہ شکمی امراض سے محفوظ رہے گا نیز روزے سے فقیر اور فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور فقراء کی امداد کو دل چاہتا ہے، روزے میں اپنی بندگی اور رب کی ملکیت کا اظہار ہوتا ہے ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں گھر میں سب کچھ ہے مگر رب نے روک دیا۔ تو کچھ استعمال نہیں کرسکتے روزے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت رہتی ہے کہ اگر کبھی فاقہ در پیش آجاوے تو روزہ دار صبر کرسکے گا روح جسم میں آنے سے پہلے غذا سے محفوظ تھی لہذا گناہ سے بھی بری تھی جسم میں آکر غذا کی حاجت مند ہوئی لہذا گناہ بھی کرنے لگی۔ اب کچھ وقت اسے بھوکا رکھو تاکہ اسے اپنی پہلی حالت یاد رہے اور گناہ سے باز رہے۔(اسرار الاحکام ص)

(57)روزوں کے لئے ماہِ رمضان کو منتخب کرنے کی حکمت

سوال: روزوں کے لیے ماہ رمضان کیوں منتخب ہوا؟

جواب: اس لیے کہ ماہ رمضان میں قرآن شریف لوح محفوظ سے منتقل ہوکر پہلے آسمان پر آیا۔ پھر وہاں سے ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔ قرآن رب کی بڑی نعمت ہے۔ نعمت ملنے پر بطور شکریہ روزے رکھوائے گئے نیز رمضان میں ہر نیکی کا ثواب ۷۰ درجہ ملتا ہے۔ اس لیے اس مہینہ میں روزہ اعتکاف وغیرہ رکھے گئے تاکہ ثواب زیادہ ہو۔(اسرار الاحکام ص)

(58)روزے میں بھول چوک معاف ہونے کی حکمت

سوال:روزے میں بھول چوک معاف ہے بھول سے کھا پی لیا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا مگر نماز میں معاف نہیں اگر کوئی بھول کر نماز میں بول پڑے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔فرق کیا ہے؟

جواب: روزے میں بھول چوک زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں کوئی یاد دلانے والی چیز موجود نہیں،اس لیے یہاں معافی ہے،مگر نماز کی ہر حالت قیام رکوع وغیرہ نماز کو بتارہی ہے۔اس لیے اس میں بھول کم واقع ہوگی۔اس لیے اس میں یہ رعایت نہ کی گئی۔(اسرار الاحکام ص)

(59)زکوۃ فرض کرنے کی حکمت

سوال:اسلام نے زکوۃ کیوں فرض کی۔اپنا کمایا ہوا مال دوسروں کو مفت کیوں دلوایا۔

جواب: چندوجہ سے سخاوت انسان کا کمال ہے اور بخل عیب زکوٰۃ دینے سے یہ عیب دُور ہوتا ہے اور وہ کمال حاصل ہوتا ہے کہ جیسے ہماری کمائی میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے جسے ٹیکس کہتے ہیں۔پھر وہ ٹیکس ہمارے ہی مفاد یعنی ملکی انتظام پر خرچ ہوتا ہے ایسے ہی کمائیوں میں رب کا حق ہے،جو ہمارے غربا پر ہی خرچ ہوتا ہے۔چلتی پھرتی چیز بہتر رہتی ہے اور رکی ہوئی چیز گر جاتی ہے۔کنوئیں کا پانی نکلتا ہے تو ٹھیک رہے گا۔ورنہ بگڑ جائے گا۔لہذا دولت بند نہ کرو اسے چلتا پھرتا رکھو۔زکوۃ سے امداد باہمی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔جو انسان کی بہترین صفت ہے کہ رب کی نعمت مل بانٹ کر کھاؤ۔خرچ سے نعمت بڑھتی ہے۔روکنے سے گھٹتی ہے،انگور اور بیری کی شاخیں کاٹ دینے سے پھل زیادہ آتے ہیں نہ کاٹو تو کم آتے ہیں۔دانہ کھیت میں بکھیرنے سے زیادہ ہوتا ہے جمع رکھنے سے جلد ختم ہو جاتا ہے۔(اسرار الاحکام ص)

(60)زکوۃ سال میں ایک بار فرض ہونے کی حکمت

سوال زکوۃ سال میں ایک بار کیوں فرض ہے۔ نماز کی طرح روزانہ یا حج کی طرح عمر میں ایک بار کیوں فرض نہیں؟

جواب: اسلام کا مقصد یہ ہے کہ مال بڑھتا بھی رہے اور اس کی زکوۃ بھی نکلتی رہے۔ لہذا مالک کو سال بھر کا موقعہ دیا ہے کہ کاروباری آدمی سال بھر تجارت کرکے خوب مال بڑھائے پھر کل کا چالیسواں حصہ ادا کرے، چونکہ سال میں تینوں موسم اور چاروں فصلیں آجاتی ہیں۔ لہذا ہر مال کے بڑھنے کا کافی موقع مل جاتا ہے، ہر چیز کسی موسم میں سستی ہوجاتی ہے، دوسرے میں مہنگی۔

(اسرار الاحکام)

(61)جہاد کرنے کی حکمت

سوال:اسلام میں جہاد کیوں رکھا گیا یہ تو وحشیانہ کام ہے۔ خونریزی اور امن برباد کرنے میں کیا فائدہ ہے؟

جواب: جہاد میں بہت حکمتیں ہیں۔ چند حسب ذیل ہیں جن کا وجود امن کے لیے خطرہ ہو۔ ان کو دبا دینا یا مٹا دینا گویا امن قائم کرتا ہے۔ حکومتیں بدمعاشوں کو سزائیں دیتی ہیں تاکہ نیک لوگ امن سے رہیں کھیت سے گھاس دور کی جاتی ہے۔ تاکہ فصل کو ضعف نہ پہنچے گلا سڑا عضو کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ تندرست عضو کو خراب نہ کرے کفار دنیا کے لیے گویا گھاس یا جسم درست میں خراب عضو ہیں۔ مرد مومن گویا فصل یا تندرست جسم ہے۔ ان کو مغلوب کرنا نیکوں کو امن دینا ہے، جہاد سے قومی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے قوم باعزت زندگی بسر کرسکتی ہے۔ جہاد سے عبادات کی آزادی حاصل ہوتی ہے تلوار کے سایہ میں مسجدیں قائم اور اسلامی احکام جاری ہوسکتے ہیں، تلوار قرآن کا راستہ صاف

کرتی ہے اور قرآن تلوار کو بے محل چلنے سے روکتا ہے جیسے تندرستی کے لیے بیماری کے اسباب دور کرنا لازم ہے۔ ایسے ہی دینی قوت کے لیے غلبہ کفر مٹانا ضروری ہے۔(اسرار الاحکام)

(62)کفار سے نکاح حرام ہونے کی حکمت

سوال: مسلمان کا نکاح کفار سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ جب ان سے تجارت کر سکتے ہیں، تو نکاح بھی ہونا چاہیے؟

جواب: اس لیے کہ نکاح کا مقصد گھر کی آبادی ہے۔ یہ جب ہی ہوگی جب زوجین کے دل ملے ہوں اختلاف دین کی وجہ سے آپس میں نفرت ہوگی جس سے گھر کی بربادی لازمی ہے۔

(اسرار الاحکام)

(63)ختنہ کرنے کی حکمت

سوال: اسلام میں ختنہ کیوں رکھا گیا ہے؟

جواب: چند وجہ سے ایک یہ سنت ابراہیمی اور سنت نبوی ہے ختنہ نہ ہونے سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ختنہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ اس لیے ڈاکٹر بعض بیماریوں میں ہندوؤں کا ختنہ کرا دیتے ہیں۔ ختنہ کی کھال باقی رہنے سے اس جگہ خارش سی ہوتی ہے اور وہ خارش جلن کی عادت پیدا کرتی ہے۔ جس سے ہزار ہا بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ختنہ والے کی عورت بہت کم بد چلن ہوگی ختنہ سے اولاد قوی پیدا ہوتی ہے حضرت اسماعیل کی قربانی قبول ہوئی بدلہ میں دنبہ ذبح کرایا اور بدن کا ایک حصہ یعنی ختنہ کی کھال کٹوادی گئی۔ یہ ختنہ گویا بدن انسانی کی قربانی ہے۔(اسرار الاحکام)

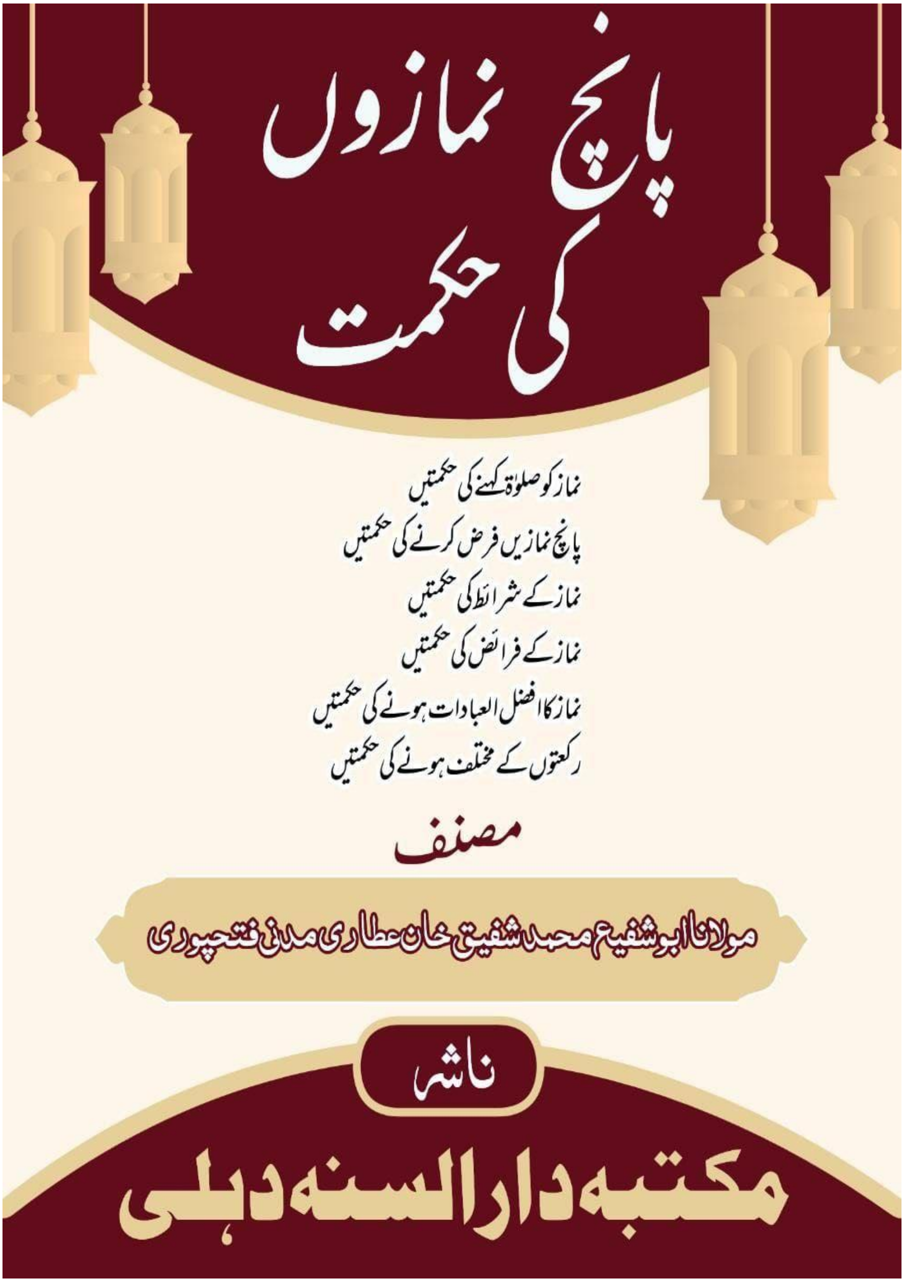

پانچ نمازوں
کی حکمت
نماز کو صلوۃ کہنے کی حکمتیں
پانچ نمازیں فرض کرنے کی حکمتیں
نماز کے شرائط کی حکمتیں
نماز کے فرائض کی حکمتیں
نماز کا افضل العبادات ہونے کی حکمتیں
رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
مصنف
مولانا ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
ناشر
مکتبہ دار السنہ دہلی

مصنف کی کتابوں کا تعارف

مصنف کی اردو کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	اردو	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	اردو	423
3	میری سنت میری امت	اردو	231
4	کیا حال ہے؟	اردو	220
5	موت کے وقت	اردو	282
6	عقائد کی حکمتیں	اردو	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	اردو	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	اردو	276
9	قصور کس کا؟	اردو	64
10	نصاب مسائلِ نماز	اردو	80
11	آسان فرض علوم	اردو	696
12	آسان خطباتِ محرم	اردو	720
13	اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا	اردو	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	اردو	165

15	محمد اور احمد کے راز	اردو	160
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	اردو	276
17	چاند کی گواہی	اردو	64
18	قربانی کی تاریخ اور حکمتیں	اردو	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	اردو	176
20	شعبان اور شبِ براءت	اردو	50
21	قرآنی سورتوں کے مضامین	اردو	435
22	خطباتِ شفیقی جلد اول	اردو	477
23	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد اول	اردو	464
24	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد دوم	اردو	382
25	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد سوم	اردو	382
26	تدریس کے 26 طریقے	اردو	400
27	رفیق التدریس	اردو	376
28	تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے	اردو	135
29	فیضانِ قرآن کورس	اردو	256
30	فیضانِ شریعت کورس	اردو	700
31	چندہ کرنے کے 19 فارمولے	اردو	160
32	ما فعل اللہ بک؟	اردو	288

33	تنظیمی نصاب وبیانات	اردو	528
34	امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات	اردو	145
35	درود کی حکمتیں	اردو	98
36	شفیق المصباح شرح مراح الارواح	اردو	402
37	شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ	اردو	190
38	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو اول	اردو	200
39	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو دوم	اردو	200
40	القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر	اردو	192
41	شارق الفلاح شرح نور الایضاح	اردو	717
42	خلیلیہ شرح مناظرہ رشیدیہ	اردو	300
43	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد اول	اردو	372
44	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد دوم	اردو	390
45	صرف کے دلچسپ سوالات	اردو	375
46	ختمِ قرآن کی فضیلت اور مسائل	اردو	32
47	گلشنِ وظائف	اردو	64
48	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	اردو	592
49	فتحپور سیکری کی تاریخ	اردو	208
50	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	اردو	64

51	آگرہ کی تاریخ	اردو	400
52	آگرہ کے مقدس مقامات	اردو	160
53	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	اردو	208
54	افتخارِ نقیہ المعروف فرزندانِ آگرہ	اردو	300
55	تذکرِ وصال المعروف اولیاء کا وصال در مہینہ وسال	اردو	514
56	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	اردو	200
57	حرفوں کے راز	اردو	160
58	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
59	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
60	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
61	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	اردو	125
62	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	اردو	400
63	تسلیم التوقیت	اردو	200
64	انوارِ فلکیات	اردو	200
65	فیضانِ تقویم	اردو	200
66	صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت	اردو	43
67	صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	57
68	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60

69	عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
70	مولی علی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	69
71	فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت	اردو	73
72	امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	50
73	امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
74	آسان اسلامی عقائد	اردو	163
75	عقائد اور دلائل	اردو	140
76	بدعت اور تقلید	اردو	48
77	تہتر فرقوں کا تعارف	اردو	37
78	انوارِ طہارت	اردو	76
79	تحفۂ نماز	اردو	272
80	میت سے تدفین تک	اردو	60
81	روزے کے احکام و مسائل	اردو	40
82	نورِ زکوۃ	اردو	40
83	دستورِ نکاح اور طلاق	اردو	92
84	قسم اور سزاؤں کا بیان	اردو	45
85	63 انوکھی معلومات	اردو	126
86	63 انوکھے سوالات	اردو	72

87	63 انوکھے چٹکلے	اردو	48
88	63 انوکھی پہیلیاں	اردو	42
89	63 انوکھی حکمتیں	اردو	117
90	63 انوکھی حکایات	اردو	158

مصنف کی ہندی کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	ہندی	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	ہندی	423
3	میری سنت میری امت	ہندی	231
4	کیا حال ہے؟	ہندی	220
5	موت کے وقت	ہندی	282
6	عقائد کی حکمتیں	ہندی	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	ہندی	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	ہندی	276
9	قصور کس کا؟	ہندی	64
10	آسان حنفی نماز	ہندی	96
11	آسان فرض علوم	ہندی	696

12	مختصر اسلامی ہسٹری	ہندی	720
13	اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا	ہندی	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	ہندی	165
15	محمد اور احمد کے راز	ہندی	128
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	ہندی	276
17	چاند کی گواہی	ہندی	64
18	قربانی کی ہسٹری اور حکمتیں	ہندی	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	ہندی	160
20	شعبان اور شبِ براءت	ہندی	50
21	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	640
22	فتحپور سیکری کی ہسٹری	ہندی	208
23	آگرہ کی ہسٹری	ہندی	400
24	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	ہندی	208
25	سرتاجِ آگرہ اور 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
26	تاج گنج کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
27	لوہامنڈی کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
28	ہینگ کی منڈی ونائی کی منڈی کے 17 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
29	سکندرہ اور اطراف کے 14 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32

30	سرائے خواجہ اور اطراف کے 6 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
31	شاہ گنج اور اطراف کے 13 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
32	بیلن گنج اور اطراف کے 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
33	نئ بستی اور دیوان خانہ کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
34	قبرستان پیر گیلانی کے 5 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
35	قبرستان پنچ کوئیاں کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
36	آگرہ کے غوث اور 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
37	جمنا پار آگرہ کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
38	مرزا خاندان کے 4 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
39	آگرہ کے مقدس مقامات	ہندی	160
40	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	ہندی	64
41	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	ہندی	200
42	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	ہندی	400
43	گلشنِ وظائف	ہندی	64
44	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
45	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
46	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
47	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	125

کتابوں کی PDF ڈاون لوڈ کرنے کے لیے اس QRCode کو Scan کیجیئے

Maktaba Darussunna Agra
ki kitabon ka QR code